فاستبقوا الخیرات

مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جون ۱۹۶۵

چندہ سالانہ ۶ روپے

فی پرچہ ۶۲ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

— المصلح الموعود —

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

جلد ۱۱

صفر ۱۳۸۵ھ — احسان ۱۳۴۴ہش

جون ۱۹۶۵ء

شمارہ ۸

سرپرست

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد مدظلہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ

(ایڈیٹر)

لطف الرحمن محمود

نائب

محمد شفیق قیصر

(سید عبدالباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

گذارشات

حُبّ الوطن من الایمان

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد، صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے مرکز میں منعقد ہونے والی مرکزی تربیتی کلاس کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے احمدی نوجوانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ وطنِ عزیز پاکستان کی سالمیت، بقاء اور مضبوطی کے لئے جدّ و جہد کریں اور وقت آنے پر وطنِ عزیز کے تحفظ اور استحکام کے لئے جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کریں۔ صرف اس لئے نہیں کہ ہم پاکستان کے شہری ہیں بلکہ اس لئے کہ ایسا کرنا ہمارا مذہبی فرض بھی ہے کیونکہ وطن سے محبت ہمارے سید و مولا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہمارے ایمان کا جزوِ لاینفک ہے اور ہمارے رگ و ریشہ بلکہ ہمارے خون کے ہر قطرے میں موجزن ہے !!

پاکستان ایک عام ملک نہیں ـــ ایک خاص امتیازی پہلو کے لحاظ سے خاص اہمیت کا مالک ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان اس کرۂ ارض پر واحد سلطنت ہے جسے خدا تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام کے نام پر اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں اسلامی اقدار کو فروغ دے کر اسلامی حکومت قائم کی جائے گی۔ اس بلند ترین مقصد کے ساتھ کوئی ملک منصّۂ شہود پر نہیں اُبھرا۔ اس لحاظ سے بھی پاکستان کی سالمیت اور بقاء ضروری ہے کہ پاکستان موجودہ دنیا میں صرف اسلام کی ایک اہم علامت ہی نہیں بلکہ اس سے اسلام کا مستقبل بڑی حد تک وابستہ ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان کی زمین ہمارے نازک جذبات اور احساسات کا مرکز ہے اور اس کا ایک ایک ذرہ ہمیں جان سے عزیز ہے کیونکہ وہ ایک ایسی سرزمین ہے جس کا ذرّہ ذرّہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب و معنون ہے !

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہجرت کے بعد لاہور میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"مجھے اللہ تعالیٰ اپنی خاص مشیت کے ماتحت لایا ہے تاکہ مسلمانوں کی ایک مضبوط اور طاقتور حکومت بن جائے اور ایک مرتبہ پھر اسلامستان قائم ہو جائے۔ جہاں خدا کی اطاعت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بادشاہت ہو اور انشاء اللہ اس کو استوار کر کے چھوڑیں گے۔ بیشک لوگ اسے مجذوب کی بڑ سمجھیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں پاکستان کو ذلت کے مقام سے اٹھا کر بلندی کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں

اس کام کو مکمل کر لونگا۔ لیکن میں اس عمارت کو بنتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ اس عمارت کی تیاری کیلئے کمر ہمت باندھ لیں اور ان اہم ذمہ داریوں کو جو آزادی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایک ایسا ملک ۔ ۔ ۔ ۔ دیا ہے جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حکومت ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔ جب میں یہ سوچتا ہوں تو اپنے غموں کو بھول جاتا ہوں کہ میرا مکان تو چلا گیا کم از کم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان تو بن گیا" (الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)

اس جذبہ کے تحت ۱۹۴۸ء میں محاذ کشمیر پر مسلمانان کشمیر کی امداد کے لئے حضور نے احمدی نوجوانوں پر مشتمل "فرقان بٹالین" کو قائم فرمایا جس کے تحت احمدی سپوتوں نے وطن عزیز کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائی۔ ہمیں توقع ہے کہ اگر اب بھی وطن عزیز کو ضرورت محسوس ہوئی تو احمدی جوان اپنے سید و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سرزمین کے ایک ایک ذرے کی حفاظت کے لئے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے مجاہدانہ جذبہ کے ساتھ آگے آئیں گے کہ ؎

میراث مسلماں ہے سرمایہ شبیری!

کامیاب ہونے والے طلبہ کا مستقبل

ماہ رواں کی سولہ تاریخ کو سیکنڈری سکول امتحان کا نتیجہ شائع ہو جائے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امتحان میں شامل ہونے والے احمدی نوجوانوں کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ اس نتیجے کی اشاعت کے بعد کچھ نوجوان اپنے مستقبل کا زیادہ واضح فیصلہ کر کے کالجوں میں مزید تعلیم کے لئے داخلہ لیتے ہیں، کچھ پیشہ ورانہ تربیت کے حصول میں منہمک ہو جاتے ہیں یا زندگی کی کسی اور شاہراہ پر گامزن ہو جاتے ہیں۔ ناتجربہ کار نوجوانوں کا ذہن اس مرحلہ پر بجا طور پر رہنمائی کا طالب ہوتا ہے۔ محترم صدر مجلس کی ہدایات کی روشنی میں بعض اہم مقامات پر مجلس خدام الاحمدیہ کی مساعی سے ایسے "مشاورتی بورڈ" قائم ہیں جن کا مقصد اس اہم موڑ پر نوجوانوں کی راہ نمائی کرنا ہے۔ اس قسم کے "مشاورتی بورڈ" کی اہمیت واضح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس قسم کے "گائیڈنس کلنک" مغرب کے ترقی یافتہ ملکوں کی ترقی کی ایک اہم کلید ہیں۔ اس قسم کی موزوں و مناسب رہنمائی کی بدولت مغربی ملکوں میں ایک بھی "جینئس" ضائع نہیں ہوتا۔ مگر یہاں ناموافق حالات ـــ غلط راہ نمائی ـــ غیر معقول فیصلہ ـــ نامناسب اقدام ـــ یا "غیر موافق" مضامین کے انتخاب کی بدولت ہزاروں ذہین و فطین نوجوانوں کے مستقبل تاریک اور بے نور ہو کر رہ جاتے ہیں اور سینکڑوں غنچے بن کھلے مرجھا جاتے ہیں!

اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اس قسم کے مشاورتی بورڈ بکثرت قائم ہوں جو پوری سنجیدگی سے اس موقع پر نوجوانوں کی خصوصی راہ نمائی کریں۔ ـــ مضامین کے انتخاب ـــ پیشہ کے انتخاب ـــ کیریر (CAREER) کے انتخاب کے وقت ذہنی استعدادوں ـــ فطری میلانات ـــ خاندانی اثرات ـــ وسائل اور دیگر پہلوؤں کو مدنظر

رکھنا پڑتا ہے۔ احمدی نوجوانوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس موقع پر عجلت اور جلد بازی سے کام نہ لیں اور مشورے اور سوچ بچار کے بعد اپنے لئے ایسے مستقبل کو پسند کریں جو ان کی صلاحیتوں، استعدادوں، میلانات اور وسائل سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ ہو۔

اس ضمن میں ہم یہ بھی گزارش کریں گے کہ جو نوجوان کالج میں تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کریں انہیں جماعتی ادارہ جات اور خصوصاً مرکز کے کالج سے استفادہ کرنا چاہیئے جسے صدر انجمن احمدیہ زیر کثیر کے صرف سے چلا رہی ہے اور جہاں مروجہ علوم کی مؤثر تدریس کے ساتھ ساتھ مرکز کے پُرسکون ماحول میں نیکی اور علم دین کے اکتساب کے زریں مواقع موجود ہیں ——!

یُوں تو الٰہی جماعت کے ہر فرد کو "مبلغ دین" بننا چاہیئے۔ مگر خصوصی دینی خدمات کے لئے قرآنی ارشاد کے مطابق بعض سعادت مند وجودوں کا آگے آنا ضروری ہے۔ جو اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کر دیں۔ جامعہ احمدیہ کی مقدس آغوش ایسے ہی سعید وجودوں کی منتظر ہے جو خدائے واحد کے دین متین کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیں —— یقیناً یقیناً یہی بلند ترین اور معزز ترین "کیریئر" ہے !!

خونچکاں قومی المیے

ہر سال مسلمان محرم الحرام کے مہینے کا سانحۂ کربلا کی وجہ سے غم و الم کے احساسات و جذبات کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔ مگر اس سال پاکستانی مسلمانوں کے لئے یہ مہینہ دو روح فرسا قومی المیوں کی وجہ سے مزید انتہائی کربناک یادوں کا دفینہ بن کر رہ گیا۔!

حال ہی میں مشرقی پاکستان میں قیامت خیز طوفان سے جو جانی و مالی نقصان ہوا ہے وہ حد درجہ افسوسناک ہے۔ لاکھوں روپے کی املاک کی تباہی کے علاوہ ہمارے ہزاروں بھائیوں کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ ابھی قوم اس المیے پر آہ و فغاں میں مصروف تھی کہ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کے ایک طیارے کو ۲۰ مئی کی رات کو ہوائی اڈے پر اُترنے سے تین چار منٹ قبل قاہرہ کے قریب ایک خونچکاں حادثہ پیش آیا جس میں وطن عزیز کے بعض نامور فرزندوں نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی!۔ انتقال کرنے والے ۱۲۱ مسافروں میں ۲۲ نامور صحافی بھی تھے۔ جن کی دردناک موت خاص طور قومی نقصان ہے۔!! ادارہ "خالد" ان قومی المیوں پر قوم کے غم میں شریک ہے اور ان حوادث میں جاں بحق ہونے والوں کے لواحقین اور پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قوم کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہماری غفلتوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے آئندہ اس قسم کے قومی حوادث سے بچائے۔ آمین۔

معارف القرآن

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّھَارَ نُشُوْرًا ○   (الفرقان : ۴۸)

ترجمہ :- اور وہی (خدا) ہے جس نے رات کو تمہارے لیئے لباس بنایا اور نیند کو آرام کا موجب اور دن کو پھیلنے اور ترقی کا ذریعہ۔

تشریح :- اس آیت میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ رات اور دن کا تسلسل اور انسانی نیند بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ایک ظہور ہیں۔ رات انسان کے لئے لباس کا کام دیتی ہے اور اس کے بہت سے عیوب کو تاریکی کے پردہ میں ڈھانپ لیتی ہے۔ نیند، انسانی راحت اور آرام کا موجب بنتی ہے۔ اس کے ذریعہ جسم نئے سرے سے طاقتیں حاصل کر لیتا ہے۔ اور وہ ہر صبح تازہ دم ہو کر اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ اگر نیند نہ آئے تو اکثر انسان چند دنوں میں پاگل ہو جائیں۔ دن کو اللہ تعالےٰ نے انسانوں کے اِدھر اُدھر پھیلانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ چنانچہ وہ اس کی روشنی میں چاروں طرف دوڑے پھرتے ہیں اور اپنی معیشت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

یہی رات اور دن کا تسلسل ہمیں قومی زندگی میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ کبھی قوموں پر "لیل" کا زمانہ آتا ہے اور کبھی "نہار" کا۔ زمانہ لیل میں ان کے عیوب مخفی رہتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور مصلح کھڑا ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک نیا دن چڑھتا ہے تو صرف دوسرے لوگوں کو ہی ان کے عیوب نظر نہیں آتے بلکہ خود انہیں بھی اپنی خامیاں محسوس ہونے لگتی ہیں اور ان کے اندر اصلاح کا ایک نیا جذبہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ وہ بھی ترقی کر جاتے ہیں ✣

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بہشت کی کنجی

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے بہشت میں داخل کر دے اور جہنم کی آگ سے دور کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تُو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم کر۔ زکوٰۃ دے اور برادری کے لوگوں سے مل جل کر رہ۔ (بخاری و مسلم)

فاصلہ کی اہمیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے دو ہمسائے ہیں ہدیہ بھیجنے میں ان میں سے کس کو ترجیح دوں۔ فرمایا اسے جس کا دروازہ تمہارے زیادہ قریب ہے۔ (بخاری)

مجاہرنہ ہو

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری تمام اُمت کو معاف کیا جائیگا مگر مجاھر کو نہیں۔ مجاہر وہ ہے کہ رات کو ایک عیب کی بات کرتا ہے پھر صبح ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے مگر وہ خود کہتا پھرتا ہے اے فلانے! رات کو میں نے یوں کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو اس کی پردہ پوشی فرمائی تھی مگر اس نے خدا کا ڈالا ہوا پردہ چاک کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

ظالم کو ظلم سے روکو

حضرت ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بنی اسرائیل میں پہلے پہل یہ نقص داخل ہوا کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے کو ملتا اور کہتا کہ اے فلانے اللہ سے ڈر اور وہ فلاں کام جو تو کرتا ہے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ پھر دوسرے دن جب اُسے ملتا اور اس کو اسی حالت میں دیکھتا تو منع نہ کرتا بلکہ کھانے پینے بیٹھنے میں اس کے ساتھ شامل رہتا۔ جب انہوں نے یوں کرنا شروع کیا تو خدا تعالےٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔" پھر آپؐ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی "لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ ... الخ" اور فرمایا "اللہ کی قسم ہے کہ تم نیکی کا حکم کرو اور بدی سے روکو۔ اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اس کو حق کی طرف توجہ دلاؤ۔ ورنہ یہ امر تمہارے دلوں کو قساوت میں ایک جیسے کر دے گا اور اللہ تم پر لعنت ڈالے گا۔" (ابوداؤد)

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جان ودلم فدائے جمالِ محمدؐ است

جان ودلم فدائے جمالِ محمدؐ است — خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

میرے جان ودل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن وجمال پر فدا ہیں۔ میری خاک آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پر قربان ہے۔

دیدم بعینِ ہوش وشنیدم بگوشِ ہوش — در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است

مَیں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور ہوش کے کان سے سُنا اور محسوس کیا کہ ہر جگہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کی گونج پائی جاتی ہے

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دہم — یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است

حقائق ومعارف کا جاری وساری چشمہ جو مَیں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ است — ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

میری یہ آگ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ کا ایک حصہ ہے اور میرا یہ پانی آپؐ کے مصفّٰے پانی سے حاصل کیا ہُوا ہے۔

(اخبار ریاض ہند امرتسر۔ مؤرخہ یکم مارچ ۱۸۸۴ء)

ہر روز اپنے اعمال کا محاسبہ چاہیئے

اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے کوئی قدم باہر نہ ہو

(ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

" انسان کو موت کا وقت معلوم نہیں۔ اور پتہ نہیں اس وقت حواس درست ہوں یا نہ ہوں۔ اور پھر یہ امر اختیاری نہیں اس لئے یہ عقدہ کس طرح حل ہو۔ ایک صحیح حدیث نے اس مسئلہ میں میری رہنمائی کی ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب عمل کرتا ہے تو فرشتے اس کے اعمال کو لکھتے جاتے ہیں۔ سعادت کے اعمال بھی اور شقاوت کے اعمال بھی اور موت کے قریب اُن کی میزان کی جاتی ہے اور پھر وہ مقادیر الٰہیہ سبقت کرتی ہیں۔ اگر وہ لوگوں کی نظروں میں نیک تھا پر اللہ سے معاملہ صاف نہیں۔ یا اللہ سے معاملہ صاف ہے مگر لوگوں کی نگاہ میں نہیں تو وہ کتاب باعث ہوتی ہے کہ اس کا خاتمہ اللہ کی رضا یا سخط پر جیسی صورت ہو ہو۔ پس ہر روز اپنے اعمال کا محاسبہ چاہیئے۔ ایک صحابیؓ نے ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ جاہلیت میں مَیں نے کچھ صدقات کئے تھے کیا وہ بابرکات ہوں گے؟ ارشاد ہوا کہ اسلمتَ ما اسلفتَ یہ اسلام ان کی ہی برکت سے تجھے نصیب ہوا ہے۔ موت علی الاسلام اس طرح نصیب ہو سکتی ہے کہ انسان ہر روز محاسبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کرے۔ اگر تعلقات صحیحہ نہ ہوں تو توبہ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ ام کنتم شھداء الآیۃ۔ تم تو موجود تھے۔ تمہارے اسلاف گواہی دیتے ہیں کہ یعقوبؑ نے آخر وقت کیا ارشاد کیا۔ کس کی اطاعت کرو گے؟ انہوں نے کہا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ ہم اللہ کے فرمانبردار ہوں گے جو تمہارا اور اسحاقؑ اور ابراہیمؑ کا معبود تھا۔ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔ ہم ہمیشہ اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ پس یہ حق وصیّت کا ہے اور تمام وعظوں کا عطر اور اصل مقصد یہی ہے جو تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور یہ وصیّت ہے اُس شخص کی جو ابوالانبیاء اور ابوالحنفا ہے۔

اور اسی کی وصیّت کو مَیں نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔ پس تم اپنے کھانے پینے۔ لباس۔ دوستی۔ محبت۔ رنج راحت۔ عُسر۔ یُسر۔ افلاس۔ دولتمندی۔ صحت اور مرض۔ مقدمات و صلح میں اس اصول کو مدنظر رکھو کہ اللہ کی فرمانبرداری سے کوئی قدم باہر نہ ہو۔ پس یہ وصیّت تمام وصیتوں کی ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ ہر حال میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری مدنظر ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرو۔ علوم پر ناز اور گھمنڈ نہ کرو۔ رنج میں یا راحت میں اور عسر یسر میں قدم آگے بڑھاؤ۔" (خطبات نور حصہ اول صفحہ ۷۹-۸۰)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لمحۂ فکریہ

کون میری جماعت میں ہے اور کون نہیں؟

یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے، قمار بازی سے، بدنظری سے، ——— اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بداثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کے تعہدِ خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی جو خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ان کی ہاں میں ہاں

ملتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغگو، جعلساز اور اُن کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا اُن کی حمایت میں۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بیباک گنہگار اور بدباطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ ان کے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا۔

ہمارا خدا زبردست قدرتوں کا مالک ہے

وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفادار وں کے لئے اس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن ان پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو اُن کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُن کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ ہم نے اس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی۔ ہم نے اسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے۔ سو جب تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانونِ قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مُہر نہیں۔ کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دعائیں ہرگز

قبول نہیں ہوں گی۔ وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے۔ وہ مُردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ ان کی حالت ہے۔

لیکن جب تُو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہو گی اور تُو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں۔ اور ہماری گواہی رؤیت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا؟ بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی۔ ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں، وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔

کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دَوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کُھلیں۔

خدا ہماری تمام تدبیروں کا شہتیر ہے

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے؟ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے؟

خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مُردار کھاتے ہیں انہوں نے مُردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دُور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔ اُن کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے اُن کے تمام اندرونی اعضاء کاٹ دیئے ہیں۔ پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایتِ اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔ اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور باقی سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مُردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔

(کشتی نوح)

صدرِ محترم کا ارشاد

مجلس اطفال الاحمدیہ کے امتحانات

ستارہ اطفال، ہلال اطفال، قمر اطفال، بدر اطفال ۲۰ جون کو ہو رہے ہیں!

میں سب قائدین سے درخواست کرتا ہوں کہ اطفال کو زیادہ سے زیادہ اس امتحان میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ کوشش ہونی چاہیے کہ کوئی بھی طفل امتحان میں شامل ہونے سے رہ جائے۔ ان احباب سے جن کے بچے اطفال الاحمدیہ میں شامل ہیں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو امتحان میں شمولیت کی تلقین کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ بچے دین کے اصول سے واقف ہو جائیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈائری کے چند اوراق

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ بزرگانِ جماعت میں سے ایک نہایت ہی دلکش شخصیت تھے۔ حضرت میر ناصر نواب کے صاحبزادے اور حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے برادرِ اصغر تھے تقویٰ اللہ، علم، محبّت الٰہی، عشقِ رسولؐ اور خدمتِ خلق آپ کی پاکیزہ زندگی کے دلکش پہلو تھے۔ صاحبِ طرز ادیب اور بلند پایہ شاعر تھے۔ متعدد تصانیف اور اَن گنت پُر معارف مضامین و مقالات آپ کی علمی یادگار ہیں۔ اِس ولی اللہ کی مقناطیسی شخصیت کی یاد ملنے والوں کے دلوں کو اب تک گرما رہی ہے۔ حضرت میر صاحبؓ نے اپنی وفات سے چند دن قبل اپنی ڈائری میں عجیب رنگ میں قلبی تاثرات کا اظہار فرمایا تھا جو آپ کی محبوب شخصیت کے آئینہ دار ہیں۔

ادارہ حضرت میر صاحبؓ کے صاحبزادے مکرم سید امین احمد صاحب کا ممنون ہے جنہوں نے اس ڈائری سے استفادہ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ——— (ایڈیٹر)

---

(۱)

"یا اللہ یہ جھوٹ نہ ہو"

"مَیں اللہ تعالیٰ کو مع اس کی ذات صفات و توحید کے مانتا ہوں۔ سب پیغمبروں کو بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین اور حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا نبی، رسول، مسیح موعود اور مہدی اور ہادی یقین کرتا ہوں۔ قیامت، حشر نشر، شفاعت، جزا سزا، جنّت، دوزخ، عرش، فرشتوں کا قائل ہوں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ اور حضرت خلیفہ ثانی کو حضور علیہ السلام کا دوسرا خلیفہ اور پسر موعود یعنی مصلح موعود سمجھتا ہوں۔ اور احمدیت کے سوادِ اعظم کی راہ پر چلنے والا ہوں۔ موصی ہوں اور اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

م۔ ا۔

(۲)

"مَیں اکیلا ہی دنیا میں آیا اور اکیلا ہی جا رہا ہوں۔ مَیں ننگا ہی دنیا میں آیا اور ننگا ہی جا رہا ہوں۔ مَیں بھوکا ہی دنیا میں آیا اور بھوکا ہی جا رہا ہوں۔ حقیقۃً میرا دنیا

سے بہت سرسری تعلق کے سوا کبھی دلی تعلق ہوا ہی نہیں۔
اور اسی وجہ سے مجھے مرنا کبھی بھی ناگوار نہیں ہوا۔ میں
اپنے پس ماندگان کے لئے قوت بقدرِ کفاف اور
رہائش بقدر ضرورت کا بندوبست کر چلا ہوں آگے
برکت ڈالنے والا خدا ہی ہے ......"

۳

"درخواست"

"آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی
خدمت میں بعد السلام علیکم کے عرض ہے کہ کوئی شخص
اپنے انجام سے آگاہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا انجام
اچھا کرے۔ اور مجھے بہشتی مقبرہ کا اہل بنائے آمین
اگر یہ فضل مجھ پر خدائے قدوس کی طرف سے ہو جائے
تو میری خواہش ہے کہ اپنے لوگوں میں دفن ہوں۔
ایک جگہ حضرت والدہ صاحبہ اور دیوار کے درمیان
ایک قبر کی ہے حضور کی مہربانی ہوگی اگر مجھے وہاں دفن
کیا جاوے۔ وافوض امری الی اللہ واللہ
بصیرٌ بالعباد۔"

والسلام
(محمد اسماعیل)

درسِ توحید

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں

اس جائے پُرعذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

(درثمین)

---

[1] حضرت میر صاحبؓ نے ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو بروز جمعہ قادیان میں انتقال فرمایا اور ۱۹ جولائی کو بہشتی مقبرہ میں اپنی خواہش کے مطابق مدفون ہوئے۔ (ادارہ)

خدام الاحمدیہ کے ہال کی تعمیر!

دعاؤں اور مال کے ساتھ ہاتھ بٹانے کی تحریک

(حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جیسا کہ احباب کو اخبار الفضل سے معلوم ہو چکا ہے خدام الاحمدیہ کے ہال کی تعمیر شروع ہو چکی ہے بلکہ اب تک بنیادوں سے اوپر کام نکل چکا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ اجتماع تک تعمیر مکمل ہو جائے اس لئے سب احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کے ساتھ اور مال کے ساتھ اس کارِ خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔

ہال کی تکمیل کے لئے مزید دو لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ اس رقم کی فراہمی کے لئے جہاں ہر خادم پر چندہ لگایا جا رہا ہے وہاں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ اس نیک کام کے لئے تین سو تیرہ ایسے مخیر اصحاب تیار کئے جائیں جن میں سے ہر ایک کم از کم تین سو تیرہ روپے کی رقم ادا کرے۔ انشاء اللہ ان سب احباب کے نام ایک تاریخی یادگار کے طور پر محفوظ رکھے جائیں گے۔ تا آنے والی نسلیں جو اس عمارت سے فائدہ اٹھائیں اور مختلف امصار و دیار سے یہاں آکر خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کا سبق سیکھیں اور اپنے اسلاف کی نیکیوں کو قائم رکھنے کا عزم لیکر جائیں، وہ ان سب احباب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جب خاکسار نے یہ اطلاع دی کہ خدام الاحمدیہ کے ہال کی تعمیر شروع ہو گئی ہے تو حضور نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا اور بہت دعائیں دیں اور اس کے بابرکت ہونے کے متعلق بار بار دعائیہ کلمات ادا فرمائے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو احباب صدق دل سے اس تحریک میں حصہ لیں گے اور کم از کم تین سو تیرہ روپے کی رقم اس مد میں عطا فرمائیں گے وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اور حضور کے خدام کی دعاؤں سے بہت حصہ پائیں گے اور وہ بھی جو اتنی رقم دینے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن اس کام کی تکمیل کے لئے دعاؤں اور کوششوں سے مدد کریں گے وہ بھی انشاء اللہ دعاؤں سے حصہ لیں گے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ ان تین سو تیرہ افراد میں ایسے خدام کو بھی شامل کیا جائے جو اگرچہ اتنی رقم دینے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن اپنی استطاعت سے بڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیں گے نیز دوسروں سے چندہ حاصل کرنے میں نمایاں کوشش کریں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی خاکسار کی درخواست پر ایک ہزار روپیہ تعمیر کے لئے دینا منظور فرمایا ہے۔ چنانچہ جب یہ تجویز زیرِ غور آئی ہے اس میں مندرجہ ذیل

وعدے یا وصولیاں ہوئی ہیں :-

۱- حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ——— ایک ہزار روپیہ

۲- مکرم رانا منظور احمد صاحب قائد علاقہ سرگودھا ——— تین صد تیرہ روپے

۳- " عبدالرحیم صاحب پراچہ دو ہزار نقد ادا کر چکے ہیں اور مزید کا وعدہ کیا ہے ۔

۴- " مبارک محمود صاحب نائب قائد علاقہ لاہور ——— تین صد تیرہ روپے

۵- " مرزا لطف الرحمٰن صاحب معتمد مجلس مرکزیہ ——— تین صد تیرہ روپے

۶- خاکسار مرزا رفیع احمد

۷- مکرم شریف احمد صاحب باٹا پور ——— تین صد تیرہ روپے

۸- " چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ ——— تین صد تیرہ روپے

۹- " مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری ——— تین صد تیرہ روپے

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے ذاتی طور پر عمارتوں سے کوئی دلچسپی نہیں صرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حکم کو پورا کرنے کی غرض اور اس خواہش کے تحت کہ یہ عمارت نسلاً بعد نسلٍ نوجوانوں میں پاکبازی، تقویٰ، طہارت اور عشقِ خدا اور رسول پیدا کرنے کے لئے ایک مرکزی حیثیت کی حامل اور درسِ عشق حاصل کرنے کے لئے ایک مدرسہ کے طور پر ہو۔ میں نے اس کام کو شروع کیا ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خود اس کام میں میری مدد فرمائے گا جیسا کہ اس نے پہلے بھی غیر معمولی طور پر فرمائی ہے اور ایسے ذرائع سے رقوم بھجوائی ہیں کہ جن کا وہم و گمان بھی نہ تھا اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی مدد فرمائے گا اور خود لوگوں کے دلوں میں یہ ڈالے گا کہ وہ اپنے خداداد مال میں سے کچھ حصہ اس نیک کام میں دے کر اس کے فضلوں کو اور اس کے غریب بندوں کی دعاؤں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کریں ۔

سب سے آخر میں احباب سے یہ درخواست ہے کہ وہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کام میں برکت دے اور اس کی تکمیل کے لئے غیب سے سامان مہیا فرمائے اور یہ ساری بنیاد شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اس کی رضا کے حصول پر مبنی ہو۔ آمین ۔

والسلام

مرزا رفیع احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مولوی فاضل)

خلافت باعثِ تخلیقِ انساں — خلافت مظہرِ اسرارِ پنہاں
خلافت سِرِّ تکوینِ دو عالم — خلافت مُہرِ داؤدؑ و سلیمانؑ
خلافت وحدتِ اعضائے مِلّت — خلافت جامعِ قلبِ پریشاں
خلافت زینتِ محراب و منبر — خلافت آلۂ تقدیرِ رحماں
خلافت کاسرِ کسریٰ و قیصر — خلافت قاطعِ گردن فرازاں
خلافت جامعِ اجزائے قرآں — خلافت کاشفِ اسرارِ فرقاں
خلافت مر عصائے عاجزاں را — خلافت دستگیرِ زیر دستاں
خلافت معہدِ رشد و ہدایت — خلافت مکتبِ تہذیبِ انساں
خلافت حاملِ نورِ نبوّت — خلافت قدرتِ ثانیٔ رحماں
خلافت تابعش مردِ مسلماں — خلافت منکرش مردودِ دوراں
خلافت نخبۂ اخیارِ مِلّت — خلافت مُہرِ استخلافِ یزداں
خلافت باردارِ نورِ محمود — ردائے میرزا بر دوشِ محمود

اَلا اے منکرِ از شانِ خلافت — ہم از نورِ نمایانِ خلافت
کرامت گرچہ بے نام و نشاں نیست — بیا بنگر ز غلمانِ خلافت
کجا ئیند منکرینِ آلِ احمد — کہ تا بینند اعوانِ خلافت
ممزّق گشت تار و پودِ ایشاں — ولے تازہ گلستانِ خلافت

صدائے احمدی پائندہ بادا
خلافت تا قیامت زندہ بادا

تاریخ اسلام

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب
سابق مبلغ سیرالیون

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی
حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

پیشتر اس کے کہ میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی قارئین کے سامنے پیش کروں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے جلیل القدر صحابی کے حالات زندگی معلوم کرنے کی تحریک مجھے کس طرح ہوئی۔

اس کا باعث میرا ایک خواب ہے جو میں نے ۵ اور ۶ فروری ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب کو دیکھا۔ "دیکھا کہ خاکسار اور مکرم منیر الدین صاحب احمد مبلغ مشرقی افریقہ اور ایک اور دوست جن کا نام یاد نہیں ایک جگہ کھڑے ہیں اور سامنے ایک بہت بڑی عمارت نظر آ رہی ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص ہمیں آ کر کہتا ہے کہ اس عمارت کے ایک کمرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بیمار ہیں۔ یہ سنتے ہی ہمیں آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور ہم عمارت کے اندر چلے گئے۔ وہاں دیکھا کہ بہت سے کمرے ہیں اور اندر اندھیرا ہے اور پتہ نہیں چل رہا کہ آپ کس کمرہ میں ہیں۔ آخر ہم تلاش کرتے کرتے ایک کمرہ میں گئے۔ یہاں دیکھا کہ کافی روشنی ہے اور کمرہ میں کپڑے پر لکھی ہوئی آیاتِ قرآنی اور عربی عبارتیں دیواروں پر آویزاں ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ چارپائی پر بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے ہیں۔ ہم نے انتظار کیا اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے آپ کو السلام علیکم کہا جس کا جواب انہوں نے دیا اور ہم پاس بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نہایت جسیم اور بارعب نظر آتے ہیں اور سر پر عربی طرز کا عمامہ ہے اور داڑھی گھنی ہے۔ آپ نے جب عربی میں اشاعتِ اسلام کے بارہ میں گفتگو شروع کی تو پہلے تو میں نے اردو میں جواب دیا لیکن بعد میں یہ خیال کر کے کہ آپ تو اردو سمجھتے نہیں آپ کو مخاطب کرتے ہوئے عربی میں کہا "نحن مستعدون لاشاعة الاسلام" یہ الفاظ سنتے ہی آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور مسکرانے لگے۔" اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

یہ تھا وہ خواب جس نے مجھے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ ذیل میں آپ کے حالاتِ زندگی مختصر طور پر پیش ہیں۔

قبولِ اسلام

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ان جلیل القدر صحابہ میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اسلام کے ابتدائی زمانے میں دعوتِ حق کے قبول کرنے ...

توفیق بخشی اور اسی دنیا میں جنت کی بشارت سے نوازا یعنی آپ "عشرہ مبشرہ" میں سے تھے۔ آپ حضرت عثمان بن مظعونؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالارقم میں جانے سے قبل مسلمان ہوئے۔

نام و کنیت

آپ کا اصل نام تو عامر بن عبداللہ بن الجراح تھا مگر اپنے باپ عبداللہ کی بجائے اپنے دادا الجراح کی طرف منسوب ہو کر ابن الجراح مشہور ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوعبیدہ تھی اس لئے آپ کو "ابوعبیدہ بن الجراح" کہا جانے لگا۔

حلیہ:- آپ کا قد لمبا، جسم نحیف و لاغر، چہرہ پر گوشت کم تھا اور سامنے کے دو دانت جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے زرہ کی دو کڑیاں نکالتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ داڑھی گھنی نہیں تھی۔ بعض روایات کے مطابق خضاب استعمال فرماتے تھے۔

ہجرت

ابتدائے اسلام میں جبکہ مکہ میں مسلمانوں پر کفار مکہ نے عرصہ حیات تنگ کر دیا اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا تو آپ بھی بعض اور صحابہ کی طرح ان ایذا رسانیوں سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ یہ ہجرت آپ نے دوبارہ کی۔ آخر ہجرت مدینہ کے بعد آپ بھی وہاں تشریف لے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اور حضرت سعد بن معاذ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔

(اصابہ جلد ۴ صفحہ ۶۲۶)

غزوات میں شرکت

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریباً تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ مثلاً بدر، احد، خندق، بنی قریظہ، بیعت رضوان، فتح مکہ، غزوہ حنین و طائف وغیرہ سب میں آپ نے شرکت فرمائی اور قربانی، ایثار، اخلاص اور جرأت و بہادری کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ جس کی مثال تاریخ اسلام میں بہت کم ملتی ہے۔

غزوہ بدر کے موقع پر آپ کے والد عبداللہ کفار کی طرف سے شریک جنگ ہوئے۔ انہوں نے آپ کو شہید کرنے کی پوری کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ آپ پہلے تو ان کی حرکات کو دیکھتے رہے لیکن آخر اسلامی غیرت نے جوش مارا اور آپ نے اپنے والد کا کام تمام کر دیا۔

(اصابہ جلد ۴ صفحہ ۶۲۷)

غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمانوں کی فتح کے بعد بعض صحابہ کی غلطی کی وجہ سے کفار نے دوبارہ حملہ کیا اور مسلمانوں میں افراتفری پیدا ہو گئی حتیٰ کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا اور آپ کی زرہ کی دو کڑیاں آپ کے چہرہ مبارک میں گڑ گئیں جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو وہ صحابی جنہوں نے اپنے دانتوں سے ان کڑیوں کو اپنے محبوب کے چہرہ سے نکالا اور جس سے ان کے دو دانت بھی شہید ہو گئے وہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ہی تھے۔

(اصابہ جلد ۴ صفحہ ۶۲۶)

سنہ ۶ ھ میں جب قبیلہ ثعلبہ اور انمار نے قحط زدہ ہو کر مدینہ کے اطراف میں غارتگری شروع کی اور لوگوں کو ہراساں کرنا شروع کر دیا تو اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کی سرکردگی میں چالیس صحابہ

کو ان کی سرکوبی کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ نے نہایت ہوشیاری اور جرأت مندی سے اس مہم کو سر کیا اور ڈاکوؤں کے مرکزی مقام ذی القصہ پر چھاپہ مار کر ان کو پہاڑوں میں منتشر کر دیا۔ ایک شخص کو آپ گرفتار کر کے لے آئے جس نے بعد میں اسلام قبول کر لیا۔ (طبقات ابن سعد حصہ مغازی ص ۶۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر قریشی قافلوں کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لئے ایک مہم ۳۰۰ اصحاب پر مشتمل حضرت ابو عبیدہ رضؓ کی زیرِ قیادت ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کی جن کو زادِ راہ کے طور پر بہت معمولی سامان دیا گیا جو جلد ختم ہو گیا کچھ کھجوریں تھیں جو صحابہ روزانہ ایک ایک کھجور کھاتے اور پانی وغیرہ پی کر گزارہ کرتے رہے تو وہ بھی ختم ہو گئیں۔ ایسے موقع پر خدا تعالیٰ نے غیب سے ان کی مدد فرمائی اور ایک بہت بڑی مچھلی سمندر کے کنارہ پر مل گئی جس کو صحابہ ۱۸ دن تک کاٹ کاٹ کر کھاتے رہے اور وہ ختم نہ ہوئی۔ واپسی پر کچھ ساتھ بھی لے آئے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر پیشِ خدمت کی گئی۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ سیف البحر جلد ۳ مصری)

امین کا خطاب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امینِ امت کے خطاب سے نوازا۔ چنانچہ فرمایا۔ انّ لکل امّۃ امین وانّ امیننا ایّتہا الامّۃ ابو عبیدۃ بن الجراح۔ کہ ہر ایک امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔ (بخاری جلد ۲ مصری باب مناقب ابی عبیدہ بن الجراح)

اہلِ نجران نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی معلم کی درخواست کی جو انہیں احکامِ دین سکھلائے اور ان کے باہمی تنازعات کا فیصلہ کرے تو آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو ان کے ساتھ بھجوا دیا اور فرمایا کہ میں امینِ امت کو آپ کے ساتھ بھجوا رہا ہوں۔ (بخاری جلد ۲ مصری مناقب ابو عبیدہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں آپ کا مقام

عبد اللہ بن شقیق سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے ایک بار حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا۔ ایّ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان احبّ الیہ قالت ابوبکر ثمّ من قالت عمر قلت ثمّ من قالت ابو عبیدۃ بن الجراح۔ (اصابہ جلد ۴ ص ۱۲۵)

یعنی اصحاب رسولؐ میں سے کون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے؟ تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضؓ۔ پھر کون؟ تو آپ نے فرمایا حضرت عمر رضؓ۔ پھر کون؟ تو آپ نے فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضؓ۔ گویا کہ آپ کا مقام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی بہت بلند تھا۔ اور آپ اجلّ صحابہ میں سے شمار ہوتے تھے۔

خلافتِ اولیٰ کا انتخاب اور آپ کا کردار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپ کے جانشین

اور خلیفہ کے انتخاب کا سوال پیدا ہوا۔ چنانچہ تمام صحابہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے اور آپؐ کے جانشین کے بارہ میں مہاجرین اور انصار میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس موقع پر "امین اُمت" نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

یا معشر الانصار انکم اوّل من نصر فلا تکونوا اوّل من بدّل و غیّر۔

کہ اے گروہِ انصار! تم نے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد اور اعانت میں ہاتھ بڑھایا تھا تم ہی سب سے پہلے افتراق اور اختلاف کے بانی نہ بن جاؤ۔" (ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

اس طرح پر آپ نے اس موقع پر مہاجرین اور انصار میں جو اختلاف واقع ہوا تھا اسے حل کرنے میں مدد کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کے نام خلافت کے لئے پیش کئے مگر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو اس منصب کے لئے تجویز کیا اور فوراً آگے بڑھ کر ان کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد باقی صحابہ نے بیعت کی۔ اس طرح خلافتِ اولیٰ قائم ہوئی۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں آپ کے کارنامے

حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ منتخب ہونے پر آپ نے بدل و جان آپ کی اطاعت قبول کی اور آپ کے ہر حکم اور ارشاد پر لبیک کہا اور اس عہد کی مہمات اور دشمنانِ اسلام سے معرکوں میں شریک ہوتے رہے۔ چنانچہ سنہ ۱۳ھ میں جب حضرت ابوبکرؓ نے ملک شام کی کئی اطراف میں لشکر کشی کی تو آپ کو حمص پر مامور کیا اور یزید بن ابی سفیان کو دمشق اور شرحبیل کو اردن اور عمرو بن العاص کو فلسطین پر۔ اور فرمایا کہ جب تم اکٹھے ہو تو ابوعبیدہ سب کے سپہ سالار ہوں گے۔

حضرت ابوعبیدہؓ جب روانہ ہوئے تو سب سے قبل رومی فوج سے سامنا ہوا۔ آپ نے مزید کمک کے لئے خلیفہ وقت کو اطلاع کی۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ جو عراق کی مہم پر تھے آپ سے آملے۔ اور بصرہ اور جمل وغیرہ فتح کرنے کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا۔ اسی محاصرہ کے درمیان حضرت ابوبکرؓ کی وفات اور حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کی اطلاع آپ کو ملی۔ یہ محاصرہ جاری رہا یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دیوار پھاند کر دروازہ کھولا اور پھر آپ لشکر سمیت اندر داخل ہو گئے۔ (ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۹۔ فتوح البلدان صفحہ ۱۲۱)

حضرت عمرؓ کا عہدِ خلافت اور آپ کی خدمات

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں آپ کو غیر معمولی

خدمات کا موقع ملا اور ملک شام کا بیشتر حصہ آپ کی سرگردگی میں فتح ہوا۔

دمشق کی فتح کے بعد آپ دوبارہ مقام حمل میں خیمہ زن ہوئے اور وہاں رومی فوجوں سے آپ کی مٹھ بھیڑ ہوئی جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو نمایاں فتح نصیب کی۔

رومی سردار نے پہلے آپ سے مصالحت چاہی چنانچہ گفت و شنید کے لئے حضرت معاذ بن جبل مقرر ہوئے لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ بر آمد نہ ہو سکا۔ پھر رومیوں نے ایک قاصد حضرت ابو عبیدہ سے بات چیت کے لئے بھجوایا۔ جب وہ اسلامی لشکر میں آیا تو وہاں پر ادنیٰ و اعلیٰ میں مساوات اور پھر حضرت ابو عبیدہؓ کی سادگی کی وجہ سے وہ پہچان نہ سکا کہ ان کا سپہ سالار کون ہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ اس وقت زمین پر ہی تشریف فرما تھے۔ چنانچہ اس قاصد کو پوچھنا پڑا کہ مسلمانوں کا سردار کون ہے۔ لوگوں کے بتانے پر وہ حضرت ابو عبیدہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا آپ ہی مسلمانوں کے سردار ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ ہم آپ کے ہر سپاہی کو دو دو اشرفیاں دینے کے لئے تیار ہیں آپ یہاں سے چلے جائیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ ہم اس غرض کے لئے نہیں آئے ہمارا مقصد کچھ اور ہی ہے جو اس طرح حل نہیں ہوگا۔ ہمیں دنیا کو درس توحید دینا ہے۔ اس پر وہ قاصد ناکام واپس گیا اور دونوں طرف سے جنگ کی تیاری ہوئی۔ اور فوجوں کے آمنے سامنے ہونے پر حضرت ابو عبیدہؓ اسلامی لشکر کی ہر صف میں جاتے اور فرماتے :۔

عباد الله استوجبوا من الله النصر بالصبر فان الله مع الصابرین۔

خدا کے بندو! صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

چنانچہ مسلمان جو نہایت قلیل تعداد میں تھے انہوں نے رومیوں کی پچاس ہزار فوج کو شکست دی اور اردن کا تمام علاقہ اس طرح فتح ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے حمص کا علاقہ فتح کیا۔

(ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

مسلمانوں کی رواداری

حمص وہی علاقہ ہے جس سے واپسی پر مسلمانوں نے دیانتداری اور رواداری کا وہ اعلیٰ نمونہ قائم کیا کہ جس کی مثال دنیا کی کسی اور قوم میں ملنی مشکل ہے۔

جنگ یرموک

رومی اپنی متواتر ناکامیوں کی وجہ سے غیظ و غضب میں بڑھ گئے اور ہرقل شہنشاہِ روم کی دعوت پر ہر طرف سے عیسائی فوجیں جمع ہونی شروع ہو گئیں۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے تمام افسرانِ فوج کو جمع کر کے مشورہ کیا اور طے پایا کہ تمام مفتوحہ علاقوں کو چھوڑ کر اسلامی فوجیں دمشق میں جمع ہو جائیں اور رومیوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اس موقع پر جب کہ

اسلامی لشکر حمص وغیرہ کے علاقہ سے واپس ہو رہا تھا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے حکم دیا کہ عیسائیوں سے جو بھی جزیہ یا خراج وغیرہ وصول کیا گیا ہے وہ سب کی سب رقم ان کو واپس کر دی جائے اور فرمایا کہ اب جبکہ ہم ان کی حفاظت نہیں کر سکتے تو یہ رقم بھی ہم وصول نہیں کر سکتے۔ چنانچہ کئی لاکھوں کی رقم جو اُن سے وصول کی تھی واپس کر دی۔ اس واقعہ کا اہل حمص پر اتنا اثر ہوا کہ جب مسلمان لشکر شہر چھوڑ کر جا رہا تھا وہ گھروں سے باہر نکل آئے اور روتے جاتے تھے اور کہتے تھے خدا تم کو پھر واپس لائے۔

(فتوح البلدان صہ ۱۴۲)

شام کی فتح

دمشق میں تمام فوجیں جمع ہونے پر حضرت ابو عبیدہؓ مع لشکر یرموک کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ ادھر رومی فوجیں بھی اکٹھی ہو رہی تھیں مگر اُنہیں جرأت نہیں تھی کہ حملہ کرتے۔ چنانچہ رومی لشکر کے سپہ سالار ماہان نے کوشش کی کہ کسی طرح مسلمانوں سے صلح ہو جائے۔ اس نے اپنا ایک قاصد جارج نامی شخص اسلامی لشکر میں بھجوایا تاکہ صلح کے متعلق بات چیت کر سکے۔ جب وہ وہاں آیا تو اس وقت مسلمان نماز ادا کر رہے تھے وہ شخص مسلمانوں کے طریق عبادت اور ان کی حرکات و سکنات کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور نماز سے فراغت کے بعد اس نے حضرت ابو عبیدہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں آپ کا کیا اعتقاد ہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کے جواب میں یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:-

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم الخ

(نساء رکوع ۲۲)

لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ المقربون الخ (نساء رکوع ۲۲)

اس پر وہ شخص فوراً مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرے نزدیک بھی مسیح کی حیثیت اس سے بڑھ کر نہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے حضرت خالد بن ولیدؓ سفیر بنا کر بھجوائے گئے مگر صلح کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ اور دونوں فریق جوش و خروش میں بڑھ گئے۔ آخر جنگ تک نوبت پہنچی۔ اس جنگ میں رومی لشکر کی تعداد دو لاکھ کے لگ بھگ تھی مگر مسلمان صرف تینتیس ۳۳ ہزار کے قریب تھے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصرت فرمائی اور انہیں فتح نصیب ہوئی۔ اس جنگ میں رومیوں کے ستر ہزار سپاہی کام آئے جبکہ صرف تین ۳ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اس کے بعد بیت المقدس کے علاوہ تمام ملک شام فتح ہو گیا۔

بیت المقدس کی فتح

بیت المقدس کی فتح میں بھی حضرت ابو عبیدہؓ کا حصہ تھا۔ سیدنا حضرت عمرؓ کی طرف سے فلسطین کی مہم

حضرت عمرو بن العاصؓ کے سپرد تھی۔ چنانچہ راستہ کے شہر فتح کرتے ہوئے بڑھ سے بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اسی دوران حضرت ابوعبیدہؓ بھی شام سے فراغت کے بعد ان سے آملے۔ آخر عیسائیوں نے محاصرہ سے تنگ آکر صلح کی درخواست کی لیکن شرط یہ رکھی کہ حضرت امیرالمومنین خلیفہ وقت خود آکر ان سے صلح کی شرائط طے کریں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو اس سے اطلاع دی اور حضرت عمرؓ خود مدینہ سے تشریف لائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور یزید بن ابی سفیان نے مقام جابیہ پر پہنچ کر آپ کا استقبال کیا اور یہاں صلح کا معاہدہ لکھا گیا۔ پھر حضرت عمرؓ بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں قریب پہنچنے پر حضرت ابوعبیدہؓ نے آپ کا استقبال کیا۔ اس طرح بیت المقدس فتح ہوگیا۔ (الفاروق ص ۹۹)

دمشق کی امارت

دمشق کے امیر پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ مقرر ہوئے تھے مگر ۱۸ھ میں حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کرکے یہ عہدہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے سپرد کر دیا۔ حضرت خالدؓ جب دمشق سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ لوگو! خوش ہو کہ اب "امین امّت" تمہارا والی مقرر ہوا ہے۔ (اسد الغابہ جلد ۳ ص ۸۵)

غزوات اور اسلام کے دوسرے معرکوں میں آپ کی خدمات پر روشنی ڈالنے کے بعد آپ کے اخلاق، عادات اور سیرۃ کے دوسرے پہلوؤں کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اشاعتِ اسلام

اشاعتِ اسلام تو صحابہ کرامؓ کا فرض اولین تھا۔ چنانچہ آپ ہر لحہ اپنے قول، عمل اور ذاتی نمونہ سے تبلیغ میں مشغول رہتے اور آپ کے ذریعہ عرب کے کئی قبائل حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

زہد و تقویٰ

حضرت ابوعبیدہؓ نہایت درجہ خدا ترس، اتباع سنت نبویؐ کے پابند، زاہد، تقویٰ شعار اور سادہ طبع تھے۔ شام کی فتوحات کے بعد وہاں کی آب و ہوا اور لوگوں کی طرزِ معاشرت کا ذرہ بھر اثر آپ نے قبول نہ کیا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ ایک بار وہاں تشریف لے گئے تو کچھ مسلمان آپ کے سامنے نہایت ہی پرتکلف لباس اور شان و شوکت میں آئے۔ آپ نے ان کو ناپسند فرمایا اور دریافت کیا کہ میرا بھائی ابوعبیدہؓ کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا آرہے ہیں۔ اسی اثنا میں آپ تشریف لے آئے۔ اونٹنی پر سوار نہایت ہی سادہ لباس میں ملبوس۔ حضرت عمرؓ آپ سے مل کر خوش ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں کیا تھا، وہی پرانی تلوار، اونٹ کا کجاوہ، ڈھال وغیرہ اور ہر طرف سادگی کا سماں تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے ابوعبیدہ! اچھا ہوتا اگر آپ ضروری سامان فراہم کر لیتے۔ مگر حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا کہ امیرالمومنین ہمارے لئے یہی کافی ہے!

(اصابہ جلد ۴ ص ۹۲)

شفقت علی خلق اللہ

شفقت علی خلق اللہ کا بھی آپ نے اعلیٰ نمونہ دکھایا اور ملک شام میں آپ نے اپنے حسن سلوک اور اخلاقِ فاضلہ کی وجہ سے تمام رعایا کو اپنا گرویدہ اور

مرہون منت بنا لیا۔ حمص سے واپسی پر اہل حمص سے وصول شدہ تمام خراج اور جزیہ انہیں واپس کر دیا اور بغیر کسی قسم کا ضرر پہنچائے وہاں سے اسلامی لشکر کو ہٹنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی فتح کے بعد عیسائیوں کو عبادت کے لئے ناقوس بجانے اور صلیب نکالنے کی اجازت نہ تھی مگر جب انہوں نے حضرت ابو عبیدہؓ سے عید کے دن اس کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

مساوات آپ لشکرِ اسلامی میں ہر کس و ناکس میں مساوات کا حد درجہ خیال فرماتے اور عام اور غریب صحابہ کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور برابر کا سلوک کرتے۔ ایک بار ایک مسلمان نے غنیم کے ایک سپاہی کو پناہ دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسے تسلیم نہ کیا مگر حضرت ابو عبیدہؓ جو سپہ سالارِ اعظم تھے جب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان سب کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے اس لئے ہم بھی اس کی پناہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۹۵)

وفات دورہ فلسطین سے واپس مدینہ پہنچ کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو بھی مدینہ آنے کے لئے لکھا مگر آپ نے فرمایا کہ جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا۔ پھر حضرت عمرؓ نے آپ کو لکھا کہ آپ فوج کو لیکر کسی صحت افزا مقام پر چلے جائیں۔ چنانچہ آپ خلیفۂ وقت کے حکم کی تعمیل میں جابیہ مقام پر چلے گئے۔ اس مقام پر آپ بیمار ہو گئے اور مرض نے اس قدر شدت اختیار کی کہ آپ بچ نہ سکے۔ آپ نے وفات سے قبل حضرت معاذ بن جبل کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ نماز کا وقت آیا تو انہیں ہی نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ اُدھر نماز ختم ہوئی اور ادھر آپ نے وفات پائی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے تجہیز و تکفین کی اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ صاحبو! آج تم میں سے ایک ایسا شخص اُٹھ گیا ہے کہ خدا کی قسم مَیں نے اس سے زیادہ صاف دل، بے کینہ، عاقبت اندیش، باحیا اور خیر خواہ کبھی نہیں دیکھا پس خدا سے اس کے لئے رحم اور مغفرت کی دعا کرو۔

(اصابہ جلد ۲ ص ۲۳۵)

اولاد آپ نے بعض روایات کے مطابق ۵۸ سال کی عمر میں ۱۸ھ میں وفات پائی اور اپنے پیچھے دو بیویوں سے اولاد چھوڑی۔ ہند بنت جابر سے یزید اور رجا سے عمیر۔ یہ دونوں لڑکے افسوس کہ لاولد فوت ہوئے +

مکرم خالد سیف اللہ صاحب
ایگزیکٹو انجینئر

فلسفۂ زندگی اور موت

گزشتہ دنوں لاہور کے ایک روزنامہ میں خطوط کے کالم میں زندگی اور موت کے فلسفہ پر بحث ہوتی رہی۔ یہ بحث جہاں دلچسپ تھی وہاں بعض اوقات تکلیف دہ صورت بھی اختیار کر لیتی تھی کیونکہ بعض نامہ نگار تحریر کی روانی میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر بحث کرتے ہوئے پایۂ ادب سے ہٹ جاتے تھے جو کہ روحانی امور میں بہت ضروری ہے۔ اس ضمن میں چند گزارشات قارئین خالد کی خدمت میں پیش ہیں۔

اس بارہ میں جو اعتراضات کئے گئے وہ مختصر طور پر یہ تھے کہ تجربہ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کائنات کی تخلیق کا کوئی مقصد بھی ہے۔ یہ زندگی اور کائنات محض اتفاق ہی سے معرض وجود میں آئی معلوم ہوتی ہے۔ اور سائنس اس قسم کا کوئی ثبوت مہیا نہیں کر سکی کہ جب انسانی جسم پر موت وارد ہو جاتی ہے اور انسانی دل و دماغ کا نظام ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے تو انسانی روح، ذہن اور اس کی یادیں بھی ساتھ ہی نہیں مٹتیں بلکہ کسی دوسرے جہان میں بھیج دی جاتی ہیں۔ چونکہ سائنس کسی دوسرے جہان کا اتہ پتہ نہیں بتاتی اس لئے بغیر سائنسی ثبوت کے مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان نہیں لایا جا سکتا۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ زندگی بغیر کسی قانون کے چل رہی ہے۔

جہاں تک انسانی تجربات کا تعلق ہے ان پر بھروسہ کرنا تو بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ انسانی تجربات روحانی امور کے اعتبار سے ناقص و سطحی۔ اور مختصر ہونے کے لحاظ سے بالکل کارآمد نہیں ہیں۔ انسانی تجربات تو اس زمین کے حالات و واقعات کے مطابق ہی ہو سکتے ہیں۔ یہ تو باقی کائنات کے لحاظ سے بھی ناقص ثابت ہوتے ہیں چہ جائیکہ اگلے جہان کا کچھ پتہ بتا سکیں۔ رہی سائنس جو مشاہدہ اور تجربہ ہی کا دوسرا نام ہے تو وہ تو اس جہان کے بنیادی امور کے متعلق کچھ بتانے سے قاصر ہے روح اور اگلے جہان کے متعلق وہ کیا بتا سکتی ہے۔ مثلاً:-

(۱) یہ کہ "زندگی" یا حیات سب سے پہلے معرض وجود میں کیسے آئی۔ کبھی یہ خیال کیا جاتا تھا کہ زندگی جراثیم کی شکل میں شہاب ثاقب کے ساتھ کسی دوسرے سیارہ سے زمین پر آئی۔ پھر سوال پیدا ہوا کہ اس سیارہ میں کہاں سے آئی۔ چنانچہ حیات جو ہزارہا شکلوں میں نباتات، حیوانات، کیڑوں مکوڑوں اور اشرف المخلوقات یعنی انسانوں میں رواں دواں ہے سائنس اس کا سراغ نہ لگا سکی۔ پھر سائنسدانوں نے زندگی کو

خود پیدا کرنے از حد کوشش کی مگر اپنی بے بسی
اور ناکامی کا اعلان کر کے ثابت کر دیا کہ صرف
ایک ہی ایسی ہستی ہے جو حی و قیوم ہے۔

(۲) سائنس مادے کی آخری شکل یعنی ایٹم کے اجزاء
الیکٹرون (منفی برقیہ) پروٹون (مثبت برقیہ)
اور نیوٹرون (لا برقیہ) کی حقیقت سے اب تک
آگاہ نہ ہو سکی۔ کہتے ہیں الیکٹرون محض ایک لہر
ہے مگر وہ کس چیز سے بنی ہوئی ہے اور کس
واسطے اور سہارے کے بل پر چلتی ہے یہ بھی
معلوم نہ ہو سکا۔

(۳) سائنس کی رُو سے توانائی = کسی مادہ کی کمیت ×
(روشنی کی رفتار)^2 جبکہ کمیت یعنی mass
گرام میں لیا جائے اور روشنی کی رفتار جو کہ
186384 میل فی سیکنڈ ہے اسے سنٹی میٹر
فی سیکنڈ لیا جائے۔

اس کلیہ سے ظاہر ہے کہ مادہ (matter)
کے اندر ایک عظیم الشان طاقت پوشیدہ ہے۔
مادہ سے توانائی نکالی جا سکتی ہے اور توانائی ہو
تو مادہ بن سکتا ہے۔ یہ دونوں ایک ہی چیز کی
دو مختلف شکلیں ہیں۔ اگر ایک ہزار گرام (تقریباً
ایک سیر) کوئلے کو توانائی میں تبدیل کیا جائے
تو اس سے بجلی کے ۲۵ ارب یونٹ (کلو واٹ
گھنٹے) حاصل ہوں گے۔ یہ بجلی کی اتنی مقدار
ہے کہ موجودہ ضرورت کے حساب سے پاکستان بھر
کی کل مشینری چھ سال کے لئے چل سکتی ہے۔ اتنی
طاقت صرف ایک سیر مادہ میں ودیعت کی گئی
ہے یا یہ کہ اتنی طاقت ایک سیر مادہ کو معرض
وجود میں لانے کے لئے ضروری ہے جبکہ اربہا
ارب ستارے، سیارے اور کہکشاں اس
کائنات میں مادے سے بنے ہوئے ہیں۔ ایک اندازہ
کے مطابق کائنات کے ایک سرے سے دوسرے
سرے تک روشنی کو 186000 میل فی سیکنڈ
کی رفتار سے سفر کرنے کے لئے 70 ارب سال
درکار ہیں۔ یعنی دوسرے لفظوں میں بجلی کی سرعت
رفتار سے اگر کوئی پیغام کائنات کے ایک
کنارے سے دوسرے کنارے بھیجا ہو تو 70
ارب سال لگیں گے۔ سائنس ہمیں یہ نہ بتا سکی کہ
اس قدر مادہ کو پیدا کرنے کے لئے جو عظیم الشان
توانائی درکار تھی وہ کہاں سے آئی۔

(۴) ماہرین فلکیات کے حساب کے مطابق زمین اپنے
محور کے گرد ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے
گھومتی ہے اور سورج کے گرد 72000 میل
فی گھنٹہ کی رفتار سے چکر لگاتی ہے۔ چاند
اور زمین ایک دوسرے کے گرد گھومتے ہیں۔
پورا نظام شمسی سورج، عطارد، زہرہ، مریخ،
مشتری، زحل، یورینس، نیپچون اور پلوٹو
ایک پلیٹ کی طرح مقامی کونی نظام (Local
Star System) میں 46800 میل
فی گھنٹہ کی رفتار سے متحرک ہے اور کہکشاں
دُور دراز کہکشانوں کے لحاظ سے 360000

میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ایک طرف سے دوسری طرف سیدھی لائن میں بھاگی جا رہی ہے۔ کہکشاں سے چلی اور کس طرف کو بھاگی جا رہی ہے اس کا کوئی سائنسدان جواب نہ دے سکا اور نہ ہی یہ پتہ چل سکا کہ آخری ستیارہ کے ورے کیا ہے۔ ہمارے نظام شمسی جیسے کروڑوں نظام اور بھی ہیں اور ایسے ہی ان گنت کہکشائیں بھی ہیں۔ اتنے بڑے بڑے وزنی نظاموں کو گھمانے اور گھمائے رکھنے کے لئے جو طاقت درکار ہے اس کا کوئی حساب نہ لگا سکا اور نہ یہ بتا سکا کہ وہ کہاں سے آئی؟

(۵) سائنس یہ بھی نہ بتا سکی کہ وہ کیا مشین ہے اور کس طرح کام کرتی ہے جس کی بدولت ایک روشن چیز سے 186000 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے روشنی کی لہریں یا روشنی کی طاقت کے ذرات نکلتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کے اور بے شمار سوالات ہیں جن کا سائنس کے پاس کوئی جواب نہیں۔ درحقیقت سائنس اب تک کسی بھی بنیادی سوال کا جواب نہیں دے پائی۔

دوسری طرف موجودہ سائنس نے عجیب اور فکر و نظر کے لحاظ سے انقلابی اہمیت کے انکشافات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ سائنس کی رُو سے جب مادی زندگی کی چیزوں اور مشاہدات و تجربات اور جذبات کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہر چیز کی حقیقت اور اصل غیر مادی اور روحانی نکلتی ہے۔ اور آخر بات مختلف قسم کی لہروں اور توانائی اور طاقت کی مختلف شکلوں پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے سائنس بے بس ہو کر تعاقب چھوڑ دیتی ہے کیونکہ یہ سب چیزیں سائنس کی حدود سے باہر پھسل جاتی ہیں اور نہ ہی سائنس کے پاس انکو ماپنے اور تولنے کے کوئی پیمانے ہیں۔ مادی دنیا کے مختلف مظاہر اور واردات قلبی از روئے سائنس اس طرح پیش کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ دنیا کی ہر چیز مادہ سے بنی ہوئی ہے جس کی آخری شکل ایٹم کے اجزاء الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون پر مشتمل ہے جو کہ صرف پراسرار لہریں ہیں۔ ایٹم کے اندر بھی ایک چھوٹا سا نظام شمسی پنہاں ہوتا ہے۔ مرکز میں پروٹون اور نیوٹرون ہوتے ہیں اور باہر الیکٹرون مرکز کے گرد سیاروں کی طرح چکر لگاتے ہیں۔ یا یہ کہ لہریں ہیں جو ایک جگہ سے غائب اور دوسری جگہ اچانک ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ایٹم کے الیکٹرونی نظام کو توڑ کر جب مرکز پہ حملہ کیا جاتا ہے تو عظیم الشان طاقت جسے ایٹمی طاقت کہا جاتا ہے پیدا ہوتی ہے۔ غرضیکہ مادہ اپنی حقیقت میں غیر مادی ہے۔

۲۔ گرمی یا حرارت بھی توانائی کی مختلف شکلیں ہیں۔ جو سالموں (molecules) کی حرکت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور لہروں کی شکل میں چلتی ہے۔

۳۔ آواز بھی توانائی کی ایک قسم ہے جو لہروں کی شکل میں سفر کرتی ہے۔

۴۔ روشنی بھی توانائی کی ایک شکل ہے۔ لہروں میں سفر کرتی ہے۔ لہروں کی لمبائی مختلف ہونے کی

وجہ سے مختلف رنگ پیدا ہوتے ہیں۔

۵۔ کوئی چیز ٹھوس اس لئے ہوتی ہے کہ اسکے مادہ کے ایٹم آپس میں قریب ہوتے ہیں گیس وغیرہ کی حالت میں ایٹموں کا آپس کا فاصلہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہ نرم ہوتی ہے۔

۶۔ کپڑے میں پانی ہو تو کہتے ہیں کہ گیلا ہے مگر پانی تو H_2O یعنی دو سالمے ہائیڈروجن کے اور ایک آکسیجن کا۔ کے سوا تو کچھ نہیں۔ نہ تو ہائیڈروجن ہی گیلی ہے اور نہ آکسیجن ہی تو کپڑا گیلا کیسے ہو گیا۔ سو معلوم ہوا کہ احساسات اور قلبی کیفیات بھی سائنس کے دائرہ سے اسی طرح باہر ہیں جس طرح مادہ کی اصلیت۔ لہذا جو دنیا ہمیں سائنس دکھاتی ہے اس میں نہ رنگ ہے نہ بو۔ نہ ذائقہ، نہ خوشی، نہ غمی، نہ حسن و بدصورتی کا تصور ہے اور نہ قلبی و روحانی واردات کا۔ فزکس کا جہان محض فارمولوں اور علامتوں کا جہان ہے۔ سائنس مادی دنیا کی تشریح بھی ایک خاص پہلو سے ایک خاص حد تک ہی کر سکتی ہے۔ یہ تشریح مکمل نہیں بلکہ ناقص ہے۔

مشہور سائنسدان سر جیمز جینز (Sir James Jeans) نے اپنی کتاب "Plato's Republic" میں سائنس کی اس بے بسی کو ایک بہت دلچسپ مثال سے واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"سائنسدانوں کی مثال ان قیدیوں جیسی ہے جن کی ایک قطار ایک غار میں بیٹھی ہوئی ہو۔ ان کو زنجیریں اس طرح پہنائی گئی ہوں کہ وہ صرف سامنے ہی دیکھ سکتے ہوں۔ ان کے پیچھے آگ جل رہی ہے۔ آگ کے اور قیدیوں کے درمیان سے کچھ چیزوں کے جلوس گزارے جا رہے ہیں۔ بے چارے قیدی پیچھے گردن موڑ کر حقیقت کو تو دیکھ نہیں سکتے صرف ان کے سائے دیکھ سکتے ہیں جو آگ ان کے سامنے دیوار پر ڈال رہی ہے۔ اسی طرح سائنسدان کا علم ان قیدیوں کی طرح کا ہی ہے جو کہ صرف سایوں کا علم ہے۔ ہم سایوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔ سائنس ہمیں حقیقت کے بارہ میں اس سے زیادہ نہیں بتا سکتی جو کہ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ صرف سائنس سایوں کا مطالعہ ذرا زیادہ صحت کے ساتھ کرتی ہے۔ سایوں کے پیچھے جو حقیقت مستور ہے اس کے بارہ میں سائنس ہمیں کچھ نہیں بتا سکتی۔"

اب وہ دوست جو سائنس پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں کہ انہیں کچھ روح کی قابلیتوں یا مرنے کے بعد کی زندگی کے متعلق کچھ بتائے تو مانیں، وہ اس بات پر غور کریں کہ سائنس تو خود سائنسدانوں کے بقول اس دنیا کے حقائق کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتی تو آئندہ جہان کے متعلق کیا بتا سکے گا۔

اس مادی دنیا کی حقیقتیں غیر مادی ہیں اور سائنس کے حدود سے باہر۔ اگر اسی بات پر غور کیا جائے تو یہ غیر مادی حقائق ایک غیر مادی جہان کی طرف انگلی اٹھا کر انسان کو متوجہ کر رہی ہیں۔ یہی حقائق انسان پر اس وقت ظاہر ہو جائیں گے جب وہ خود غیر مادی اور روحانی وجود بن جائے گا۔ قرآن مجید کی مثال کے مطابق جس طرح سبز درخت میں آگ چھپی ہوئی ہے اسی طرح انسان کے مادی جسم کے اندر روح چھپی ہوئی ہے۔ لیکن روحانی زندگی کے لئے مادی جسم پر موت وارد ہونا اسی طرح ضروری ہے جس طرح درخت جب اپنے وجود کو جلا کر خاک کر دے تو اس میں سے آگ نکلتی ہے۔ یا ایک بیج پودے کو اسی وقت جنم دے سکتا ہے جب اس کا جسم خاک ہو جائے اور پھٹ جائے۔ یا جیسے ایٹمی طاقت ایٹم میں سے اسی وقت نکلتی ہے جب ایٹم کا نظام تباہ ہو جائے۔ غرضیکہ دوسری زندگی حاصل کرنے کے لئے قانونِ قدرت یہی ہے پہلی زندگی سے دست بردار ہوا جائے۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا تھا کہ دنیا میں نعوذ باللہ لاقانونیت کا دور دورہ ہے اور کوئی قانون اس کائنات میں جاری و ساری نہیں ہے۔ یہ اعتراض تو سراسر قلتِ تدبر کا نتیجہ ہے۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ ہمیشہ سے تمام علوم کی بنیاد ہی قوانینِ قدرت کی دریافت اور ان سے فائدہ اٹھانے پر مبنی ہے۔ کیا کسی علم کا ان قوانینِ قدرت کے بغیر تصور بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر دنیا میں کوئی قانون نہ ہوتا تو انسان کو بعض دفعہ عجیب حالات سے واسطہ پڑتا۔ مثلاً کبھی آگ کھانا پکاتی اور کبھی نہ پکاتی، پانی کبھی پیاس کو بجھاتا کبھی نہ بجھاتا، ادویات کے اثرات کے متعلق کچھ نہ کہا جا سکتا اور تمام میڈیکل سائنس کی عمارت دھڑام سے گر جاتی۔ اوّل تو ایسے جہان میں رہنا ممکن ہی نہ ہوتا اور اگر بالفرض ممکن ہوتا تو عجیب مضحکہ خیز ہوتا۔

ایک بات یہ کہی گئی تھی کہ اس کائنات کا معرضِ وجود میں آنا ایک اتفاقی حادثہ سے زیادہ نہیں۔ اگر اتفاق کی ماہیت پر غور کر لیا جاتا تو یہ اعتراض ہی پیدا نہ ہوتا۔ آخر اتفاق کیا چیز ہے؟ اتفاقات کی تھیوری نے اس کو بھی خوب حل کیا ہے۔ اس کی مثال ایسے دی گئی ہے کہ اگر ایک لوٹے میں دس ایک جیسی گولیاں ڈال دی جائیں جن پر ایک تا دس تک نمبر لگے ہوئے ہوں اور لوٹے کی ٹونٹی کے ذریعہ ایک گولی باہر نکالی جائے تو دس میں سے ایک اتفاق یہ ہو سکتا ہے کہ نمبر ایک گولی ہی سب سے پہلے نکل آئے۔ اور اگر اتفاق سے نمبر ایک پہلے اور نمبر دو دوسرے نمبر پر نکل آئے تو ایسا ہو جانا صرف سو میں سے ایک دفعہ ممکن ہے۔ اور ایسا ہونا تو صرف دس ہزار لاکھ اتفاقات میں سے ایک اتفاق ہے کہ دسوں کی دس گولیاں ایک دو تین کی ترتیب سے دس تک نکل آئیں۔ آیئے اب اس مثال کو اس عالم کی ترتیب پر لگا کر دیکھیں۔ ہمیں نظر آتا ہے کہ یہاں صرف دس اتفاقات اوپر نیچے ایک خاص ترتیب سے ایک زنجیر کے کنڈوں کی طرح نہیں بلکہ ہزاروں "اتفاقات" نظر آتے ہیں۔ مثلاً:-

(۱) زمین کا ایک خاص رفتار سے اپنے محور کے گرد گھومنا اور سورج کے گرد گھومنا۔ زمین کا سورج اور چاند سے ایک خاص فاصلہ پر واقع ہونا۔

اگر زمین کی رفتار یا فاصلہ کم و بیش ہوتا تو زمین یا سخت سرد ہو جاتی یا سخت گرم۔ اور زمین کی رفتار کی وجہ سے مرکز گریز طاقت زمین، سورج اور چاند کی باہمی کشش کے برابر نہ رہتی تو یا زمین ان سے ٹکرا جاتی یا دور بھاگ جاتی۔ اگر چاند زمین کے زیادہ قریب ہوتا تو مدوجزر اتنے زور سے پیدا ہوتے کہ زمین کی ہر چیز غرق ہو جایا کرتی۔ انسان جب اس توازن پر غور کرتا ہے تو طبیعت میں وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے خصوصاً جب اللہ تعالیٰ نے خود وَضَعَ الْمِیْزَان کہہ کر اس طرف واضح اشارہ کیا ہے۔

(۲) خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بتایا ہے کہ ہم نے جب زمین پیدا کی تو اس میں غذا کے سامان رکھ دیئے اور اس کی حفاظت کے سامان بھی بنا دیئے۔ حفاظت کے ان اَن گنت سامانوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے گرد پانچ سو میل تک مختلف گیسوں کا خول چڑھا ہوا ہے۔ شہابِ ثاقب جب ٹوٹ کر اس خول کے اندر داخل ہوتے ہیں تو مزاحمت کی وجہ سے شدید گرمی سے وہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ سامان پیدا کیا کہ زمین سے ٹکرا کر اسے تہ و بالا نہ کر دیں۔

(۳) ہوا میں سانس لینے کے لئے مختلف اجزاء کو اس ترتیب سے رکھا کہ اگر اس میں فرق ہوتا تو کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکتا۔

(۴) پانی میں اللہ تعالیٰ نے چار اہم خصوصیات رکھیں۔ پہلی اہم خصوصیت یہ کہ وہ کم سے کم درجۂ حرارت میں آکسیجن کی زیادہ سے زیادہ مقدار جذب کرتا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ کہ نقطۂ انجماد سے چار درجہ سنٹی گریڈ اوپر اس کی کثافت انتہائی حد کو پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے دریاؤں اور جھیلوں کا پانی عموماً منجمد نہیں ہوتا۔ تیسری خصوصیت یہ کہ برف کی کثافت پانی سے کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے برف پانی کی سطح کے اوپر ہی اوپر رہتی ہے۔ چوتھی خصوصیت یہ کہ جب پانی جمنے لگتا ہے تو وہ کثیر مقدار میں حرارت خارج کرتا ہے۔ انہیں خصوصیات کی وجہ سے سردیوں کے طویل موسم میں پانی کے اندر بے شمار حیوانات زندہ رہتے ہیں۔ اگر ان کا سارا پانی جم جاتا تو ان میں کوئی زندگی ممکن نہ ہوتی اور مچھلی کا گوشت جو دنیا میں کل کھایا جانے والے گوشت $\frac{3}{4}$ حصہ ہوتا ہے وہ تقریباً ناپید ہو کر انسانوں کے لئے مشکلات کا موجب بن جاتا۔

(۵) انسانی جسم کی مشینری اتنی پیچیدہ اور حیرت انگیز ہے کہ اس کی اپنی ذات میں ہی ہزارہا ایسے اتفاقات جمع ہیں جن کے بغیر اس کی زندگی ممکن نہ تھی۔

(۶) حقائق الاشیاء اور ان کی تاثیرات پر اگر غور کیا جائے تو ایک لمبا سلسلہ ایسے اتفاقات کا نظر آئے گا جن کے بغیر انسانی زندگی کا وجود پذیر ہونا اور قائم رہنا ممکن نہ ہوتا۔

(۷) ایک لحمیاتی سالمہ (Protine molecule) اپنی ذات میں ایک بہت بڑا معمہ ہے۔ صرف اسی کی ماہیت پر سائنسدان کئی کتابیں لکھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق ڈاکٹر فرینک ایلن آف کینیڈا اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔

"پروٹین جو تمام ذی حیات خلیوں (cells) کے لئے لازمی اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں پانچ عناصر پر مشتمل ہیں۔ کاربن، ہائیڈروجن، نائٹروجن، آکسیجن اور گندھک لحمیاتی سالمہ۔ ان عناصر کے چالیس ہزار atoms پر مشتمل ہوتا ہے۔ کائنات میں ایک سو دو کیمیائی عناصر بالکل منتشر اور بے ترتیب بکھرے ہوئے ہیں۔ اب اس امر کا امکان کس حد تک ہے کہ ان ایک سو دو عناصر کے بے ترتیب ڈھیر میں سے نکل کر پانچوں عناصر اس طرح باہم ملیں کہ ایک پروٹینی سالمہ آپ سے آپ وجود میں آسکے؟ مادے کی وہ مقدار جسے مسلسل ملانے سے اتفاقاً یہ نتیجہ حاصل ہو سکتا ہو اور وہ مدت جس کے اندر اس کام کی تکمیل ممکن ہو حساب لگا کر معلوم کی جاسکتی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے ایک حسابدان چارلس یوجین گائی نے اس کا حساب لگایا ہے اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس طرح کے کسی اتفاقی واقعہ کا امکان 10^{160} کے مقابلہ میں صرف ایک درجہ ہو سکتا ہے۔ واضح رہے کہ 10^{160} کا مطلب یہ ہے کہ ۱۰ کو ۱۶۰ مرتبہ پے در پے ضرب دی جائے۔ گویا یہ ایک ایسا بعید از امکان قیاس ہے کہ اعداد کی زبان میں اس کا اظہار بھی مشکل ہے۔

صرف ایک پروٹینی سالمہ کے اتفاقاً وجود میں آنے کے لئے اس پوری کائنات کے موجودہ مادہ سے بھی کروڑوں گنا زیادہ مقدار مادہ درکار ہوگی۔ جسے یکجا کر کے ملایا جائے اور اس عمل سے کوئی نتیجہ برآمد ہونے کا امکان ارب ہا ارب یعنی 10^{243} سال بعد ہوگا.....

.....پروفیسر جے بی لیڈز انگلستان نے حساب لگایا ہے کہ ایک سادہ سے پروٹین کے سلسلوں کو لاکھوں (10^{48}) طریقے سے یکجا کیا جاسکتا ہے۔ یہ کسی طرح عقل میں آنے والی بات نہیں ہے کہ ایک Cell کو وجود میں لانے کے لئے اتنے بہت سے بعید از قیاس اتفاقات بیک وقت صادر ہو جائیں۔ پھر پروٹین خود ایک کیمیائی شے ہے جس میں زندگی موجود نہیں ہوتی۔ اس میں زندگی کی حرارت تو تبھی پیدا ہو سکتی

ہے کہ جب اس کے اندر رُوح پھونکی
جائے۔ صرف ایک عقلِ کل یعنی ایک
بے حد و نہایت ذہن یعنی خدا ہی یہ سوچ
سکتا تھا کہ زندگی کی آماجگاہ بننے کیلئے
اس طرح کا سالمہ موزوں ہو سکتا ہے۔
وہی اس سالمے کی تخلیق کر سکتا تھا اور
وہی اسے زندگی بخش سکتا تھا۔"

اسی تعلق میں ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر ہر مخلوق کے لئے ایک خالق چاہیئے تو خدا کا خالق کون ہے۔ یہ اعتراض بھی قلتِ تدبّر کا نتیجہ ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ روح و مادہ کی تخلیق اور زندگی کو معرضِ وجود میں لانا سوائے ایک حیّ و قیوم ہستی کے ممکن ہی نہیں تو اس ذات کی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت بھی ثابت ہو گئی اور انسانی علم و شعور کی بے بسی بھی واضح ہو گئی تو اس اعتراض پر اصرار کرنا بعید از انصاف ہے۔ ربّ، رحمٰن اور رحیم ہستی وہی ہو سکتی ہے جو ہر اوّل سے بھی پہلے ہو اور ہر آخر سے بھی آخر ہو۔ ہر ظاہر سے بھی زیادہ ظاہر ہو اور ہر باطن سے بھی زیادہ باطن ہو۔ علاوہ ازیں ازلی ابدی ہونا تو خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور کسی چیز کو اس کی صفات سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آگ، ہوا، پانی، مٹی اور دوسری اشیاء کو ان کی صفات سے محروم نہیں کیا جا سکتا تو ان سب کے خالق و مالک کے متعلق یہ سوال کیسے کیا جا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی، روح کی بقاء اور حیاتِ اخروی کے سوالات کا جواب دیتے وقت اُن لاکھوں انسانوں کے روحانی تجربات از قسم وحی و الہام، کشوف صدقِ رؤیا اور خوابوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ گواہیاں ہر زمانہ پر پھیلی ہوئی ہیں اور گواہ بھی وہ ہیں جو کسی دماغی عارضہ میں مبتلا نہ تھے۔ وہ سب سے زیادہ مضبوط دل و دماغ اور اعصاب کے مالک تھے۔ اخلاقِ فاضلہ ان کے اندر پائے جاتے تھے اور کبھی بچپن میں بھی جھوٹ ان کی طرف منسوب نہ کیا گیا۔ میری مراد انبیاء کرام اور دوسرے کاملین سے ہے۔ ایسے روحانی لوگ خدا تعالیٰ ہر دور میں پیدا کرتا رہا ہے اور دنیا کبھی ایسے باخدا لوگوں سے خالی نہیں ہوئی۔ الہام و کشوف ہی دراصل روح کی طاقتوں پر روشنی ڈال سکتے ہیں جب ہزاروں میلوں کی چیز پاؤں میں پڑی نظر آتی ہے اور مستقبل کے واقعات کا روح کو نظارہ کرایا جاتا ہے پس ان گواہیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کو جسم انسانی کے مرنے کے بعد ایک نئی زندگی عطا کی جائیگی۔ سائنس، فلسفہ اور عقلِ محض اس بارہ میں رہنمائی نہیں کر سکتے اور ان سے ان سوالات کا دریافت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کانوں سے چکھنے کی کوشش کرنا زبان سے سننے کی اور ناک سے دیکھنے کی۔

مندرجہ بالا دلائل سے انسان کو صرف فلسفیانہ ایمان ہی حاصل ہو سکتا ہے جو خاص فائدہ مند نہیں۔ خدا تعالیٰ خود ہی ہے جو اپنے فضل سے خود اپنے آپکو انسانی آنکھوں کے قریب کر دے اور مومن کے دل پر نازل ہو کر اسے نورِ یقین سے بھر دے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کی مخلوق اور کائنات میں بار بار غور کرے تو وہ پکار اُٹھے گا رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے اللہ! تو نے اس کائنات کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا تو تو اس سے پاک ہے کہ کوئی کام بغیر مقصد کے کرے۔ پس تو ہمیں اس مقصدِ حیات کے پورا کرنے والا بنا اور آگ کے عذاب سے بچا۔ آمین ثم آمین ✦

منزل بہ منزل

جناب مولانا نسیم سیفی
سابق رئیس التبلیغ نائیجیریا

اُبھرے بمشکل غم کے اُجالے
اب تو مسرّت پردے نہ ڈالے

منزل بہ منزل چلتا رہا ہوں
رستے انوکھے، دیکھے نہ بھالے

گو جان مجھکو پیاری ہے لیکن
تیری عطا ہے، تیرے حوالے

یہ مدّعائے الفت ہے اپنا
کوئی ہمارے دل کو سنبھالے

ہر رنگ میں ہے وہ اک قیامت
وعدہ نبھائے یا وعدہ ٹالے

اللہ جانے اُس کی بلندی
عرشِ بریں پر جسکو بُلالے

چشمِ بصیرت سے کوئی دیکھے
تاریکیوں میں بھی ہیں اُجالے

کچھ فیض پالے ان سے نسیم اب
ہیں اہلِ ربوہ اللہ والے

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لاہور

زبانِ اردو لسانیات اور روحانیات کے آئینہ میں

عربی زبان تمام دنیا کی زبانوں کی ماں ہے۔ اس کی بیٹیاں جب جوان ہو گئیں تو انہوں نے مل کر اپنی ایک چاندسی بیٹی کو پالا پوسا۔ سب نے اپنا شیریں دودھ پلایا۔ ساری ماؤں کا دودھ پی کر وہ پروان چڑھی۔ اس کے بناؤ سنگار، اس کی زیبائش و تزئین، اس کے حُسن و رعنائی اور اس کے سنوارنے میں ساری ماؤں نے مل کر حصہ لیا۔ "اس چندے آفتاب چندے ماہتاب" بیٹی کا نام پوچھتے ہو۔ اس کا نام ہے

اُردو

شاید آپ اسے ذوقی بات کہہ کر ٹال دیں یا حُسنِ خیال پر محمول کریں۔ ایسا تو نہیں۔ عالمِ خیال کی رعنائیوں میں کھو کر تو یہ بات نہیں کہی گئی۔ یہ تو ایک لسانی حقیقت ہے جس کا میں نے اظہار کیا ہے۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ساری دنیا کی زبانوں کے تین سلسلے ہیں۔ اس تکون میں ساری زبانیں کسی نہ کسی راستے سے آکر سما جاتی ہیں اور آنکھ مچولی کھیلتی نظر آتی ہیں۔

پہلا آریائی زبانوں کا سلسلہ ہے۔ دوسرا سامی زبانوں اور تیسرا تورانی زبانوں کا سلسلہ۔

اُردو ان تینوں ماؤں کی مشترکہ بیٹی ہے سب کا دودھ خون بن کر اس کے رگ و پے میں گردش کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے اُردو ایک **جامِعُ الْاَلْسِنَہ** زبان ہے۔ یہ زبان آریائی، سامی اور تورانی قوموں کے سنگم پر پیدا ہوئی۔ یہ **مجمع البحرین** پاک و ہند کی سرزمین پر میسر آیا۔ جہاں مغرب اور شمال کی تہذیبیں آکر مل گئیں۔ بلادِ شمال اور بلادِ مغرب کی قومیں آئیں اور اس خاکِ مشرق میں جذب ہو گئیں۔ خود اُردو، تورانی زبان کا لفظ ہے[1]۔ اردو زبان کا سرمایۂ الفاظ زبانوں کے تینوں سلسلوں سے بنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں ایک نام یا ایک چیز کے لئے کئی کئی الفاظ ہیں جو کہ مختلف زبانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُردو زبان کی ایک مختصر عبارت میں عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی، انگریزی اور دیگر زبانوں کے الفاظ پہلو بہ پہلو ملیں گے۔

---

[1] اُردو کے معنی لشکر کے ہیں" بابائے تحقیق الالسنہ" مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے اس کا عربی روٹ "ردح" نکالا ہے جس کے معنی بڑے لشکر کے ہیں۔

گویا اُردو کا دربار مجلسِ اقوام کا منظر پیش کرتا ہے۔

اب ذرا اور سوچئے کہ ایسا کیوں ہوا؟

اُمتِ محمدیہ چونکہ ساری دنیا کی ماں بننے والی تھی اس لئے شروع میں اسے اُمّ الالسنہ نے پالا۔ جب اس کی اولاد ساری دنیا میں پھیل گئی تو پھر اس کی نشأۃ ثانیہ کے دَور میں ماں کا ہاتھ بٹانے کے لئے ایک ایسی زبان کا انتخاب کیا گیا جو کہ سب زبانوں کی بیٹی ہے یعنی جامع الالسنہ ——

عرب و عجم کی جامع —— اُردو زبان!!

یوں کہہ لیجئے کہ اُمتِ محمدیہ شروع میں اُمّ الالسنہ کی آغوش میں پروان چڑھی، اس کے آخری حصہ کی روحانی پرورش کے لئے ماں نے اپنی معاونت کے لئے اپنی اولاد کی ایک مشترکہ بیٹی کا انتخاب کیا۔ اس طرح ایک دائرہ بن جاتا ہے جس میں اُمتِ محمدیہ کا شروع اور آخر دونوں سما جاتے ہیں۔ شروع میں ساری زبانوں کی ماں ہے اور آخر میں ماں کے قدموں میں جنت کی متلاشی، ساری زبانوں کی بیٹی، اس کی مدد و معاون بن کر مصروفِ کار ہے۔ ہمارے آقا سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ اُمت کیا ہی خوش قسمت ہے جس کے شروع میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود۔

مسیح موعود یا الامام المہدی نے چونکہ ایسے وقت آنا تھا جب ساری دنیا نے سمٹ کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جانا تھا اس لئے مسیح موعود اپنے آقا کے بروز کامل اور ان کے مشن کو پورا کرنے کیلئے "جری اللہ فی حُلَل الانبیاء" بن کر آئے۔ ان کو اُمّ الالسنہ کے علاوہ ایک ایسی زبان دی گئی جو کہ جامع الالسنہ ہے۔

چونکہ اُردو دورِ احمدیت کی زبان بننے والی تھی اس لئے شروع ہی سے اسے فقیروں اور صوفیوں نے پالا۔ حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ (پیدائش ۱۱۳۲ھ وفات ۱۱۹۹ھ) "میخانۂ درد" میں زبانِ اُردو کی ہمہ گیری کے متعلق مندرجہ ذیل خوبصورت الفاظ میں بشارت دیتے ہیں:۔

"اے اُردو! گھبرانا نہیں۔ تو فقیروں کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خوب پھلے پھولے گی۔ تو پروان چڑھے گی۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قرآن و حدیث تیری آغوش میں آکر آرام کریں گے۔ بادشاہی قانون اور حکیموں کی طبابت تجھ میں آجائے گی اور تو سارے ہندوستان کی زبان مانی جائیگی۔"

(میخانۂ درد صفحہ ۱۵۳)

آپ نے دیکھ لیا، فقیروں کا لگایا ہوا پودا ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ قرآن و حدیث کے علوم کے لئے اس کی آغوش وا ہے۔ دنیا بھر کے علوم اس کے مقناطیسی دامن کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں۔ تحریکِ احمدیت نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور میں اسے عالمگیر حیثیت دے دی ہے۔

پھر آپ دیکھیں گے کہ "بادشاہی قانون" اسی زبان میں منتقل ہوگا۔ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو بنے گی، اور اس کا آئین اسی زبان میں ڈھالا جائے گا۔

کلام الامام

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش خدمت ہے۔ فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا، جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک ایسی شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ اس وقت حسب منطوق آیت

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

اور نیز حسب منطوق

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار، اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک مشترکہ زبان ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبانِ حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرضِ اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ مَیں تمام کافۂ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتے ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمامِ حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائلِ حقانیتِ قرآن پھیلا سکتے ہیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو دیکھو مَیں بروز کے طور پر آتا ہوں۔"

{تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۴، صفحہ ۱۲۵}

مکرم سید عبدالحی صاحب
ربوہ

تثلیث

تثلیث مسیحیت کا بنیادی اصول سمجھا جاتا ہے۔ کیتھولک انسائیکلوپیڈیا میں پاک تثلیث کی تشریح یوں کی گئی ہے :۔

"تثلیث ایک ایسا لفظ ہے جو مسیحیت کے مرکزی اصول کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ...... خدا کی وحدت میں تین شخصیتیں ہیں۔ باپ، بیٹا، روح القدس۔ یہ تینوں شخصیتیں ایک دوسرے سے سراسر علیحدہ ہیں۔ یعنی اتھانیسین عقیدے کے مطابق باپ خدا ہے، بیٹا خدا ہے اور روح القدس خدا ہے لیکن پھر بھی وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہیں۔"

اس ناقابل فہم اور "آسمانی راز" کا ذکر واضح الفاظ میں نہ عہد نامہ قدیم میں ہے نہ عہد نامہ جدید میں۔ بلکہ خود عیسائی محققین کہتے ہیں کہ قدیمی اہل بابل اور اہل مصر کی دیومالا کہانیوں میں تین منفرد لیکن ایک خدا کا ذکر موجود ہے افریقہ کے مشہور شہر کارتھیج میں ٹرٹولین نام کا ایک مذہبی شخص تھا جس نے پہلی بار دوسری صدی میں لاطینی کتب میں لفظ "TRINITAS" کا ذکر کیا ہے اور تھیافلس نامی پادری نے بھی۔ دوسری صدی میں ہی تثلیث کے عقیدہ کا ذکر یونانی کی مذہبی کتابوں میں تھا۔ ۳۲۵ء میں پادریوں کی کونسل نے ایشیائے خورد میں نیس کے مقام پر ایک غیر مسیحی بادشاہ کانسٹنٹائن کی صدارت میں تثلیث کو باقاعدہ اصول کے طور پر پاس کیا۔ اسی کونسل میں مسیح کو الوہیت حقیقی کا درجہ دیا گیا۔ چنانچہ JOSEPH PRIESTLY اپنی کتاب A HISTORY OF THE CORRUPTION OF THE CHRISTIANITY (1871) میں لکھتے ہیں :۔

"The Supermacy was always ascribed to the father before the Council of Nice"
(P. 7)

ورنہ ابتدائی مسیحی مسیح علیہ السلام کو ایک رسول اور نبی سے زیادہ درجہ ہرگز نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ یہی مصنف لکھتے ہیں :۔

"It is most evident that the apostles and all those who conversed with our Lord before and after his resurruction,

early Lation fathers, even when the subjects upon which they treat would naturelly have led them to appeal to its authority. It is therefore evidently spurious; and was first cited (though not as it now reads) by Vizilius Tapsensis, a Lation writer of no credit in the later and of the fifth century; but by whom forget, is of no great moment, as its design must be obvious to all.
(The Emphatic Diaglott)

"یہ حوالہ جو آسمانی گواہوں کی بات دیا ہوا ہے وہ پندرھویں صدی سے پہلے کے لکھے ہوئے کسی بھی یونانی صحیفے میں درج نہیں ہے۔ مذہبی کتابوں کے یونانی مصنفین نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی قدیم لاطینی فادرز

considered him in no other light than simply as "a man approved of God by wonders and signs which God did by him."

موجودہ اناجیل میں صرف چند آیات ایسی ہیں جنہیں تثلیث کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے :-

(۱) "تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتے ہیں یعنی باپ، کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں۔ (۱-یوحنا ۵ : ۷ کنگ جیمس ورشن)

مشہور یونانی عالم بنجمن ولسن اخینک ڈائیگلاٹ میں اس آیت کے متعلق لکھتا ہے :-

"This text concerning the heavenly witness is not contained in any Greek manuscript which was written earlier than the 15th century. It is not cited by any of the Greek ecclesiastical writers; nor by any of the

نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اگر انہوں نے
ایسے مضمون لکھے ہوتے تو لازمی تھا کہ
وہ ان کے ثبوت میں پیش کرتے۔ لہٰذا
یہ صاف عیاں ہے کہ یہ حوالہ خود ساختہ ہے۔"
رومن کیتھولک تراجم کے سوا جدید تراجم میں یہ حوالہ نہیں
پایا جاتا۔

(۲) "میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا ۱۰: ۳۰)
ایک ہونے کا محاورہ مسیح علیہ السلام نے ایک
اور موقع پر بھی استعمال فرمایا ہے۔ جب آپ نے دعا
کرتے ہوئے کہا:۔

"میں صرف انہیں کے لئے درخواست
نہیں کرتا بلکہ ان کے لئے بھی کرتا ہوں
جو ان کے کلام کے وسیلے سے مجھ پر
ایمان لائیں گے۔ تا وہ سب ایک
ہوں یعنی اے باپ جس طرح تو مجھ
میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم
میں ہوں تا دنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے
مجھے بھیجا ہے اور وہ جلال جو تو نے
مجھے دیا تھا میں نے انہیں دیا ہے تا
وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں"
(یوحنا ۱۷: ۲۰-۲۲)

اگر مسیح علیہ السلام خدا اور مسیح کے ایک ہونے سے وہ
مفہوم لیتے جو عیسائی لیتے ہیں تو وہ کبھی نہ فرماتے:۔
"میرا باپ مجھ سے بڑا ہے"
(یوحنا ۱۴: ۲۸)

"میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو"
(لوقا ۲۲: ۴۲)

(۳) "ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ
تھا اور کلام خدا تھا" (یوحنا ۱: ۱)
امفیٹک ڈائیگلاٹ کے لفظی ترجمہ میں یونانی گرامر کو سامنے
رکھ کر اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:۔

"In the beginning was
the word, and the word
was with the God and
a God was the word.

the God اور a God میں مختلف
Articals کا استعمال اور لفظ God میں صرف ایک جگہ
Capital حرف کا استعمال بتاتا ہے کہ اس آیت میں دو
مرتبہ God کا لفظ دو مختلف شخصیات کا تعین کرتا ہے۔
لفظ Logos جس کا ترجمہ اپنے مخصوص عقائد کی تائید کے لئے
word کیا جاتا ہے بہت وسیع ہے Dr. A. Clarke نے
اسکے معانی

1. A word spoken
2. Speech
3. Eloquence
4. Doctrine
5. Reason
6. The faculty of Reasoning

حکمت کے کئے ہیں۔ اگر تثلیث واقعی روحانی بھید ہوتا تو مسیح
علیہ السلام اسکے سکھانے سے کبھی کوتاہی نہ فرماتے اور نہ مسیح کے
حواری اسکی اشاعت میں کمی کرتے لیکن تاریخ اس بارے میں کوئی ثبوت

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب
ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ربوہ

بعض بزرگوں کے اقوال زرّیں

بعض مسائل اور دینی امور کے متعلق بعض بزرگوں کے جن اقوال اور نصائح نے میری طبیعت پر ناقابلِ فراموش حد تک اثر کیا ہے اور اُن کے مُنہ سے نکلی ہوئی بعض باتیں میرے دل و دماغ پر نقش ہو چکی ہیں یہ باتیں اہلِ علم حضرات کے لئے تو غالباً نئی نہ ہوں لیکن ہمارے نوجوانوں کے لئے یقیناً نئی ہوں گی۔ افادی قدر و قیمت کے علاوہ اِن باتوں کے تذکرہ سے بعض بزرگ ہستیوں کا ذکر خیر میرا مقصود ہے۔

---

(۱)

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ نماز باجماعت کے اِس حد تک پابند تھے کہ شدید بیماری میں بھی مسجد مبارک میں تشریف لے آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں کئی روز مسلسل بخار رہا۔ سخت قسم کا بخار۔ لیکن اس کے باوجود گرتے پڑتے مسجد میں پہنچ ہی جاتے۔ بیماری سے کافی نڈھال ہو چکے تھے۔ ایک روز مَیں حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کے ساتھ کھڑا تھا کہ احمدیہ چوک میں حضرت مولوی صاحبؓ سر جھکائے گھر سے مسجد کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضرت میاں صاحبؓ نے انہیں دُور سے دیکھا اور بلند آواز سے حضرت مولوی صاحب کو السلام علیکم کہا اور پھر ساتھ ہی فرمایا "مولوی صاحب! فلنفسك عليك حق"۔

---

(۲)

حضرت نواب محمد الدین صاحبؓ ایک مرتبہ کشمیر میں میرے ایک بزرگ کے ہاں دعوت پر مدعو تھے۔ مَیں اُن کو مکان پر لانے کے لئے اُن کے 'ہاؤس بوٹ' میں پہنچا۔ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ نواب صاحب کے بڑے صاحبزادے (نوابزادہ محمد سعید صاحب) بستر پر پڑے سو رہے تھے۔ حضرت نواب صاحب نے بلند آواز سے فرمایا:۔

"اُٹھیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز عصر کے بعد سونا عمر کو کم کر دیتا ہے"۔

---

(۳)

میری والدہ مرحومہ کی وفات پر حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحبؓ تعزیت کے لئے غریب خانہ

پر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ میری والدہ بہت بزرگ اور دعاگو خاتون تھیں، مجھ سے بے حد محبت کرتی تھیں، میں ان کا احسان کیسے اُتار سکتا ہوں؟ حضرت خان صاحبؓ نے فرمایا:۔

"ان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہا کریں"۔

---

(۴)

محترم حافظ صوفی غلام محمد صاحبؓ مبلغ ماریشس تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دینیات اور عربی کے معلم بھی رہ چکے ہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے ہاں رات کو کسی چور نے صحن میں لٹکے ہوئے بعض کپڑے چوری کرنے کی کوشش کی لیکن تہجد گزار والدہ مرحومہ کی شب بیداری کی وجہ سے چور کو کامیابی نہ ہوئی۔ میں سکول میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کر رہا تھا کہ حضرت صوفی صاحبؓ نے فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تہجد گزاروں کے گھر میں چوری نہیں ہوتی"۔

---

(۵)

میرے ماموں مرحوم (فیض احمد صاحب آف جموں) اپنا ایک کشف سنایا کرتے تھے جس میں انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ چالیس روز تک دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضورؐ کی زیارت کروا دے ایک رات ایک باوقار اور بارعب شخصیت انہیں یہ کہہ کر ایک مقام پر لے گئی اور کہا کہ "اُٹھو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں"۔ میں اس فرشتہ کی معیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں پہنچا اور حضور پُرنورؐ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ماموں مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمشکل ہو کر خواب میں نہیں آسکتا۔ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شکل میں دیکھا تھا وہ میرے دماغ میں گڑ گئی۔ میں ابھی احمدی نہ ہوا تھا اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی تھی۔ ایک جلسہ سالانہ پر جب پہلی مرتبہ حضورؑ کو مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں پر تقریر کے لئے آتے دیکھا تو ہو بہو وہی چہرہ تھا جو میں نے خواب میں دیکھا۔ میں دیکھتے ہی فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا "اٹھو (تعظیماً کھڑے ہو جاؤ) دیکھتے نہیں حضرت نبی کریمؐ تشریف لائے ہیں"۔

---

(۶)

محترم خلیفہ نورالدین صاحب جمونیؓ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی خدمت کرنے کی خاص سعادت نصیب ہوئی، میرے بزرگوں میں سے تھے۔ ایک مرتبہ میں ۳۱-۱۹۳۰ء میں سخت بیمار ہو گیا، ان دنوں محترم خلیفہ صاحبؓ قادیان میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ گھر میں میری بیماری کی وجہ سے سخت گھبراہٹ تھی۔ آپؓ سے دعا کے لئے کہا گیا۔ پھر میرے پاس آکر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ دعا کرتا ہوں لیکن وعدہ کرو کہ صحت یاب ہو کر شکرانہ کے طور پر "نماز تسبیح" بھی ادا کیا کرو گے۔!!

---

(۷)

محترم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب (جنہیں انتقال کئے چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ (باقی

(مرسلہ مکرم ناصر احمد صاحب صدیقی)

مکھی اور مچھر

(ا) مکھیوں اور مچھروں کے دور کرنے کے لئے مکھی مار کاغذ کی تلاش عبث ہے صرف کاربالک ایسڈ کے تین قطرے کسی ظرف میں ڈال کر آگ پر رکھنے سے جو دھواں سا نکلے گا وہ تمام مکھیوں کو دور کر دے گا۔ اور اگر ایک ٹکڑا کیمفر (کافور) کا لیمپ پر اتنا عرصہ رکھا جائے کہ وہ اُڑ جائے تو سب مچھر بھی کافور ہو جائینگے

(ب) مچھروں کو تالابوں، نالیوں سے دور کرنے کی نہایت عمدہ ترکیب یہ ہے کہ کچھ مٹی کا تیل لے کر پانی پر ڈال دیں۔ وہ سارے پانی پر پھیل جائے گا اور مچھروں کے انڈوں کو تباہ کر دیگا پھر مچھر وہاں انڈے نہ دیں گے۔

دودھ

دودھ میں ایک دو بوند شورے کا تیزاب (نائٹرک ایسڈ — HNO_3) ڈالنے سے دودھ اور اس کا ملاوٹ والا پانی الگ ہو جاتے ہیں۔

شہد

زمین پر ذرا سا شہد ڈالئے اور دیا سلائی جلا کر لگائیے اگر فوراً جل اُٹھے تو خالص ہے۔

آٹا

آٹے میں کھریا مٹی وغیرہ ملا دی جایا کرتی ہے۔ آٹے کی ایک چٹکی لے کر اس پر گندھک کے تیزاب (سلفیورک ایسڈ — H_2SO_4) کی ایک بوند ڈال دیں اگر آٹے میں ملاوٹ ہوگی تو ایک دم اُبال سا آ جائے گا ورنہ نہیں!

ایمونیا (نوشادر)

تمام قسم کے حشرات الارض کے کاٹنے کے لئے یہ علاج سہل ہے کہ اس جگہ کو ایمونیا — نوشادر کے پانی سے دھو ڈالیں۔

بارہ سنگا

اگر شاخ گوزن (بارہ سنگا) کوٹ کر گھر میں آگ پر رکھ کر جلائیں تو جہاں تک اس کا دھواں پہنچے گا کوئی نیش زن جانور نہ آسکے گا۔

برف

امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے دریافت کیا ہے کہ برف سے پانی ٹھنڈا کر کے پینا عمر کو کم کرتا ہے۔

گاجر

(ہر مرض کی روک تھام)

تمام قسم کے وٹامنز میں سے وٹامن سی (C) نہایت قیمتی اور انسانی صحت کے لئے ضروری ہے۔

ہے۔ آنکھوں کی بینائی اور ہر مرض کی روک تھام کی قوت اسی وٹامن سی ہی کی بدولت ہے۔ کالی گاجروں میں جو کالا رنگدار مادہ آپ کو نظر آتا ہے یہ تمام وٹامن سی سے بھرپور ہے۔ کالی گاجروں کو چبا چبا کر اس کا رس چوسنا گویا وٹامن سی سے اپنے جسم سے بھرنا ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے اندھراتا (رات کو کم نظر آنا) اور آنکھوں کے بہت سے دیگر امراض دور ہو جاتے ہیں۔ گاجر بجد مفید چیز ہے۔ ڈاکٹر وٹامن سی کی بے حد مفید قیمتی گولیاں کھانے کی سفارش کرتے ہیں۔ آپ ان گولیوں کی نسبت کالی گاجر سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اگر گاجریں نہ ملیں تو بیلی گاجریں بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔

بعض بزرگوں کے اقوالِ زرّیں

(بقیہ صفحہ ۴۳)

کے حوالہ سے قرض ادا کرنے کی توفیق پانے کے متعلق ایک نسخہ بتلایا۔ ایک شخص جس پر بہت قرض ہو چکا تھا اور اس کی ادائیگی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی کیفیت بیان کی۔ حضور نے فرمایا کہ تم ہر روز ایک پیسہ کسی نادار کو دے دیا کرو۔"

(تبصرہ کے لئے ہر کتاب یا رسالے کی دو کاپیاں آنا ضروری ہے)

(۱) "OUR FOREIGN MISSIONS"

جماعت احمدیہ کے تحت بیرونی ممالک میں اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے جو جدوجہد ہو رہی ہے اس سے ملک کا اکثر تعلیم یافتہ طبقہ ابھی تک بے خبر ہے۔ بلکہ بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہے۔ ان غلط فہمیوں کا ازالہ اور تحریک جدید کے تحت احمدی مبلغین کی مساعی سے آگاہ کرنا ازحد ضروری ہے۔

زیر نظر کتابچہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی ایک اہم تقریر کا ترجمہ ہے۔ جو آپ نے ۱۹۵۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ارشاد کی تھی۔ جسے اب چند اضافہ جات کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے قاری کو علم ہو جاتا ہے کہ احمدی مبلغین نامساعد حالات کے باوجود کس سرگرمی سے دینِ اسلام کی اشاعت کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

کتاب کے آخر میں مساجد اور تبلیغی مراکز اور دیگر تبلیغی سرگرمیوں کی تصاویر عجب طور پر دی گئی ہیں۔ تصاویر کے صفحات سے پہلے اس اسلامی لٹریچر کا تعارف موجود ہے جو جماعت کی طرف سے بیرونی زبانوں میں پیش کیا گیا ہے۔

۱۰۵ صفحات پر مشتمل یہ معلوماتی کتاب نشر و اشاعت کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ ٹائپ اور کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت درج نہیں۔ کتاب "وکالتِ تبشیر" ربوہ سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

---

(۲) "PRECIOUS PEARLS"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً "سلطان القلم" کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ حضورؑ کا فارسی، عربی اور اردو منظوم کلام اپنی نوعیت کا واحد کلام ہے جو روحانیت اور عرفان سے لبریز ہے "وکالتِ تبشیر" حضور علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے تیرہ منظومات کو جن میں اللہ تعالیٰ، حضرت رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید اور دین اسلام سے حضورؐ نے اپنی محبت اور الفت کا عجیب و ارفع کی سے ذکر فرمایا ہے منتخب کر کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ ہی شائع کیا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی ماہر لسانیات انکار نہیں کرے گا کہ ایک ادب پارے کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت مفہوم اور کلام کے جملہ محاسن کو منتقل کرنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ ملک کے مشہور اور قابل مترجم صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز نے نہایت عمدگی سے اشعارِ منتخبہ کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ خوبصورت کتابچہ ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے اور شیفتگانِ ادبِ فارسی کے لئے واقعی ایک نادر تحفہ ہے۔ ٹائپ، طباعت، کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت درج نہیں۔ وکالتِ تبشیر سے مل سکتا ہے۔

---

(۳) "مبادیاتِ زبانِ کیمیا"

زبانِ اردو میں سائنسی مضامین کی مؤثر اور مثالی تدریس وقت کے ایک اہم تقاضے کے علاوہ طلبہ اور اساتذہ کا ایک مشترک مسئلہ بھی ہے۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ سائنسی مضامین خاص توجہ سے پڑھائے جائیں اور بازار میں مناسب نصابی مواد مطالعہ کے لئے موجود ہو۔

کیمیا سائنس کی ایک اہم شاخ ہے۔ "زبانِ کیمیا" پر عبور علم کیمیا پر عبور کے لئے ازبس ضروری ہے۔ لیکن نصابی کتاب میں جو مواد اس ضمن میں پیش کیا گیا تھا وہ کسی حد تک مفید اضافوں کا محتاج تھا۔ نا میٹرک کے کمزور اور اوسط درجہ کے طلبہ کے علاوہ اچھے طلبہ بھی خصوصیت سے استفادہ کر سکیں۔ اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ مادہ، مفردات، مرکبات، سالمات وغیرہ کے ضمن میں تمام بنیادی امور اختصار کے ساتھ یکجا کر دیئے جائیں۔

سید امین احمد صاحب بی۔ ایس سی نے طلبہ اور اساتذہ کی اس مشکل کے پیشِ نظر ایک مختصر کتابچہ بڑی محنت کے ساتھ مرتب کیا ہے جسے "ادارہ تحقیق علوم سائنس" نے شائع کیا ہے جو سکول کے طلبہ کے علاوہ کالج کے طلبہ کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

کُل بتیس (۳۲) صفحات۔ قیمت ۴۲ پیسے، جو پیش کردہ مواد کی افادیت کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہے ـــــ یہ کتابچہ عبدالرحیم۔ لیبارٹری اسسٹنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے علاوہ نوید جنرل سٹور گول بازار ربوہ سے بھی مل سکتا ہے۔ قیمت ۴۲ پیسے +

(ایڈیٹر)

ہفتۂ اطفال

۱۵ر تا ۲۲ر جون

حسب ارشاد صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ہر مجلس ہفتہ اطفال ۱۵ر جون سے ۲۲ر جون تک منائے۔ نیز مندرجہ ذیل پروگرام پر عمل کر کے مکمل رپورٹ مرکز کو بھجوائے:۔

۱۔ اطفال کی تعلیمی کلاس جاری کی جائے اور کم از کم ایک بار مقابلے کروائے جائیں۔

۲۔ ہر طفل کو نماز سکھائی جائے اور نماز باجماعت کی حاضری لگائی جائے۔

۳۔ اطفال کے لئے کھیلیں جاری کی جائیں اور کم از کم ایک بار ورزشی مقابلے کروائے جائیں۔

۴۔ ایک بار "یوم والدین" کا جلسہ ضرور کیا جائے۔ اس جلسہ میں مقابلوں کے انعامات بھی تقسیم کئے جائیں۔

۵۔ اطفال کی فہرست تجنید (نام۔ ولدیت۔ عمر۔ کلاس) مکمل کر کے مرکز کو بھجوائی جائے۔

۶۔ اطفال کا بجٹ مکمل کر کے نیز سو فیصدی وصولی کر کے مرکز کو بھجوائی جائے۔

۷۔ اطفال کا طبی معائنہ کروایا جائے نیز ان کی عمر۔ قد۔ وزن۔ چھاتی۔ بینائی کو ریکارڈ کیا جائے۔ ناخنوں اور دانتوں کا دو بار معائنہ کیا جائے۔

۸۔ بچوں کے رسالہ "تشحیذ الاذہان" کو ہر احمدی گھرانے میں پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔

۹۔ اطفال کو اخلاقِ حسنہ مثلاً صداقت۔ امانت۔ دیانت۔ جرأت۔ محنت کا بہترین نمونہ قائم کرنے کی ترغیب دلائی جائے۔ اچھا نمونہ قائم کرنے والوں کے مکمل کوائف مع واقعات مرکز کو بھجوائے جائیں تا بہترین دس بچوں کو انعامات دیئے جائیں۔

۱۰۔ مرکزی امتحانات (۱) ستارۂ اطفال (۲) ہلالِ اطفال (۳) قمرِ اطفال (۴) بدرِ اطفال مجالس کی درخواست پر ۲۸ر مئی کی بجائے ۱۸ر جون کو ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ جوابی نصاب "کامیابی کی راہیں" سب مجالس کو مئی میں مہیا ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ فوری طور پر ان کتب کی مطلوبہ تعداد سے اطلاع دیں۔ قیمت فی سیٹ ۔/۲ روپے ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس ہفتہ میں بہترین کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

کارروائی اجلاس قائدین اضلاع و علاقائی

زیرِ صدارت

محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مدظلہ العالی صدر مجلس خدام الاحمدیہ

سال رواں کے دوران قائدین اضلاع و علاقائی کا دوسرا اجلاس مورخہ ۲۲ رمئی ۶۵ء بوقت ساڑھے دس بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت میں دفتر مجلس خدام الاحمدیہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور عہد کے بعد مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب معتمد مرکزیہ نے قائدین کے سامنے مجالس کا گزشتہ سات ماہ کا مالی جائزہ پیش کیا اور مجالس کے قائدین کے انتخاب سے متعلق رپورٹ پیش کی۔ صدرِ محترم نے اس امر پر تشویش کا اظہار فرمایا کہ گزشتہ سال کی نسبت اِس سال مجالس کی طرف سے رپورٹیں کم موصول ہو رہی ہیں اور ضلعی سطح پر کام میں نسبتاً سستی واقع ہو گئی ہے۔ سرگودھا اور شیخوپورہ کی مجالس کا کام نسبتاً بہتر ہے۔

اس کے بعد صدرِ محترم کے ارشاد پر مندرجہ ذیل ایجنڈا پر غور کیا گیا:۔

اوّل:۔ مجلس کے کاموں کو بہتر بنانے اور اخلاق کا معیار بلند کرنے کے لئے عملی تجاویز

دوم:۔ بیکاروں کو روزگار دلانے کے لئے منظم جدوجہد

سوم:۔ تعمیر ہال کی تکمیل کے لئے چندہ فراہم کرنے کے لئے جدوجہد۔

چہارم:۔ پاکستان کی حفاظت کے لئے لوگوں میں حب الوطنی اور رضاکارانہ خدمات کا جذبہ پیدا کرنا۔

اخلاقی معیار بلند کرنے کے متعلق تجاویز پر غور کرنے سے قبل صدرِ محترم نے فرمایا:۔

"جماعت کے افراد کے اندر ایسے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جن سے جماعت کی نیک نامی ہو۔ دنیا روحانی بلندی کو ظاہرا طور پر نہیں دیکھ سکتی مگر اخلاقی بلندی ہر کس و ناکس پر عیاں عیاں ہوتی ہے اسلئے اخلاق کا معیار بلند کرنے کے لئے عملی تجاویز گویا ازحد ضروری ہے۔"

اِس ضمن میں جو مختلف تجاویز زیرِ بحث آئیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

ہر علاقہ یا ضلع میں چند مراکز قائم کئے جائیں۔ ہر مرکز

میں چند خدام کو تربیتی ٹریننگ دی جائے اور وہ خدام مجالس میں دورہ جات کر کے مجالس کو بیدار کرنے اور ان میں اخلاقی بلندی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ بنیادی اخلاق مثلاً سچائی، دیانت، امانت، احسان وغیرہ پیدا کرنے کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ بہتر ہوگا کہ ہر ماہ ایک یا دو اخلاق چن لئے جائیں اور ان اخلاق کے متعلق قرآن مجید کے احکام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور فرمودات خلفاء بار بار بیان کئے جائیں۔ یہ احکامات و ارشادات یا تو کتابچہ کی شکل میں چھپوائے جا سکتے ہیں یا تربیت یافتہ خدام کو زبانی یاد کروائے جا سکتے ہیں۔

صدر محترم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ٹھوس عملی تجویز ہے قائدین کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ جات میں ایسے کارکنان پیدا کریں جو شریعت اور طریقت کے اہل ہوں اور ان کا خود عملی نمونہ بھی ٹھیک ہو تا کہ وہ دوسرے نوجوانوں کی تربیت کر سکیں۔

اس سلسلہ میں یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ آپس میں سوشل تعلقات بڑھانے کی کوشش کی جائے اور غربت اور امارت کی تفریق دور کر کے باہم اخوت و محبت کے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی جائے اور باہمی جھگڑے یکسر ختم کر دیئے جائیں۔ اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کیلئے کُلُوا جمیعاً، عید ملاپ پارٹیاں اور دوسری تقریبات بہترین ذرائع ہیں۔ اکٹھا کھانا کھانے کے ذریعے باہمی میل جول بھی بڑھے گا اور دینی گفتگو بھی ہو جائے گی۔ لہذا اسے زیادہ سے زیادہ رواج دینا چاہیئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اکثر پکنک پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور احباب کے ساتھ مل کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ کُلُوا جمیعاً کے نتیجہ میں غریب و امیر کا امتیاز بھی دور ہو جاتا ہے۔ چونکہ خدام الاحمدیہ میں بھی غریب و امیر کا امتیاز پیدا ہوتا جا رہا ہے اسلئے اس مرض کو دور کرنا اشد ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں تیسری تجویز یہ پیش کی گئی کہ خدام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی تلقین کی جائے اور انہیں بازاری ماحول اور تفریح کے غلط سامان مثلاً ناول بینی، سینما، ریڈیو، تاش، فلمی گانے وغیرہ سے روکا جائے مگر اس کے ساتھ ہی ان کے لئے تفریح کے مناسب اور مفید مواقع فراہم کئے جائیں۔ مثلاً فحش ناولوں کی بجائے مفید کتب پڑھنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ ریڈیو سے مفید پروگرام سننے کی تلقین کی جائے۔ مختلف اقسام کی کھیلوں کو فروغ دیا جائے تا کہ خدام کی توجہ ایک طرف سے ہٹ کر دوسری طرف لگ جائے۔ اس ضمن میں قائدین کو یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران والدین اپنے اپنے گھروں میں مفید تفریحی سرکل قائم کریں جو تفریح کے ساتھ ساتھ تربیت کا اچھا ذریعہ بن سکیں۔

اخلاق کی بلندی کا ایک بڑا ذریعہ خدمت خلق ہے۔ اگر خدام وفود کی صورت میں ہسپتالوں میں جا کر مریضوں کی تیمارداری کریں، انہیں دودھ پھل مہیا کریں اور غرباء میں کھانا تقسیم کریں یا وفود کی صورت میں مختلف دیہات میں جا کر مفت ادویہ تقسیم کریں تو اس

سے خدمتِ خلق کے علاوہ تبلیغ کے ذرائع بھی نکل آتے ہیں۔

ایک تجویز یہ ہے کہ خالد میں علمی اور اخلاقی سوالنامہ شائع کیا جایا کرے۔ صدرِ محترم نے فرمایا کہ ایڈیٹر صاحب خالد کو ہدایت دی جا چکی ہے اور وہ اخلاقیات پر زیادہ زور دیں۔ اخلاقی اور علمی سوالنامہ بھی شائع کرنے کی کوشش کی جائے۔

یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ اخلاقی بلندی کیلئے مراکز، نماز زیادہ سے زیادہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اِس ضمن میں صدرِ محترم نے افسوس کا اظہار کیا۔ بعض اوقات قائدین مرکز کے خطوط کا جواب تک نہیں دیتے۔ پچھلے دنوں مراکز نماز کے سلسلہ میں مہتمم صاحب تربیت نے قائدین سے کوائف منگوائے تو صرف چالیس مجالس کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ اس لئے قائدین کو خط کا جواب دینا بھی سکھانا چاہیئے۔

ان تجاویز کے بعد صدرِ محترم نے بعض اور قیمتی نصائح فرمائیں جو اخلاقی بلندی کے لئے ایک سیڑھی کا کام دے سکتی ہیں۔ ان نصائح کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ قائدین اور خدام کو یہ امر ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ ہماری تنظیموں کا مقصد ظاہری نظام قائم رکھنا نہیں ہے بلکہ ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک باطنی تنظیم قائم ہو جس کے ذریعہ عبدالقادر جیلانیؒ، جنید بغدادیؒ، سہروردیؒ، نورالدینؓ اور محمود ایدہ اللہ پیدا ہوں۔ اور ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا چلا جائے ہم میں سے ہر ایک مرشد بنے اور اپنے اندر محمدی کمالات پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ ہماری جماعت کی زیادہ تر توجہ ظاہری تنظیم کو مضبوط کرنے کی طرف ہو گئی ہے اور باطنی اصلاح سے زیادہ فکر اِس بات کا ہونے لگا ہے کہ فلاں شخص چندہ کیوں نہیں دیتا۔ یہ انتہائی خوف اور فکر کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب کا میدان تو خالی رہے اور باقی سب میدان پُر ہو چکے ہوں۔ پس ہمیں اپنی باطنی تنظیم اس قدر مضبوط کرنی چاہیئے کہ ہر ضلع میں کم از کم ایک ولی اللہ ضرور ہو۔ اور ایسے وجود بکثرت ہوں جو خدا کی قسم کھا کر اگر کہدیں کہ یوں ہوگا تو ویسا ہی ظہور میں آئے خواہ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ کو اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے جس سے دوسروں کی روحانی تربیت ہو سکے۔ ہمیں اپنے اندر غریب اور امیر کا امتیاز ختم کرنا چاہیئے۔ کچھ لوگوں کو ”کمی“ اور کچھ لوگوں کو ”چوہدری“ سمجھا جاتا ہے جب تک یہ ذہنیت ختم نہ ہوگی اس وقت تک ترقی ناممکن ہے۔ ہمارا پیمانہ تقویٰ ہونا چاہیئے۔ جو متقی نہ ہو اُسے کمی اور جو متقی ہو اُسے چوہدری سمجھنا چاہیئے۔ اگر ہماری جماعت میں یہ چیز پیدا ہو جائے تو یہ

اور اخلاقی بلندی کا ذریعہ بن جائے گا۔

۲۔ ہماری جماعت کے بعض افراد میں ابھی تک رعبِ دجّال پایا جاتا ہے۔ آجکل دو بڑی چیزیں مغربی تمدن کے زیرِ اثر ہیں (۱) عورتوں میں بے پردگی (۲) مردوں کا داڑھی نہ رکھنا۔ شریعت نے عورتوں اور مردوں کیلئے پردے مقرر کئے ہیں۔ مرد کا پردہ داڑھی ہے اور عورت کا پردہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعضاء کو عُریاں نہ کرے۔ ہماری جماعت میں اس نقص کے پیدا ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم نے ظاہری تنظیم پر زیادہ زور دیا ہے، لیکن Symbols کی طرف توجہ نہیں دی۔ قائدین کو ان دونوں امور کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہیئے۔

۳۔ قرآن کریم کے پڑھانے اور اس کا ترجمہ سکھانے کے لئے قائدین اضلاع کو اپنے ضلع کے حالات کو مدنظر رکھ کر ایک جامع منصوبہ بنانا چاہیئے کہ اتنے عرصہ میں تمام احمدی نوجوانوں کو قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا ہے اور پھر اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی طرف تمام تر توجہ دینی ضروری ہے۔

۴۔ قائدین مجالس کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ احبابِ جماعت اپنے اپنے گھروں میں ذکر کی مجالس قائم کریں۔ گھر والے اپنے بال بچوں کو کم از کم نصف گھنٹہ کے لئے لیکر بیٹھ جائیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کا ذکرِ خیر کریں۔ ان مجالس میں دلچسپی کو مدنظر رکھا جائے۔ حضرت امّ المومنین نوراللہ مرقدہا کا یہ طریق تھا کہ جب بچے آپ کے پاس اکٹھے ہوتے تو آپ فرماتیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات بتاؤ۔ اس پر ہر بچہ جسے کوئی حدیث یاد ہوتی وہ بیان کر دیتا۔ اس طرح بچوں میں شوق پیدا ہو جاتا اور بچے کوشش کرتے کہ حضرت امّ المومنینؓ کے پاس جانے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نئی حدیث یاد کرلیں۔

علمی مسائل کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی زندگی کے واقعات کہانیوں کے رنگ میں بیان کئے جائیں تاکہ دلچسپی قائم رہے۔ چھوٹی چھوٹی احادیث یا آیات جو تربیتی امور سے متعلق ہوں بچوں کو سُنائی جائیں۔ کوشش کی جائے کہ ہر گھر میں اس قسم کی مجالس قائم ہوں۔

۵۔ خدام کے اجلاسوں میں بھی صرف ظاہری پروگراموں کی طرف ہی توجہ نہ دی جائے بلکہ ان میں حلقۂ ذکر اور ورد کا پروگرام رکھا جائے۔ قرآن کریم کی کوئی آیت یا حدیث پیش کی جائے جسے ممبران غور کرنے کے بعد زیرِ بحث لائیں اور اس کے بعد خاموشی سے اس آیت یا حدیث کا ورد کریں۔ مثال کے طور پر بعض عہدیدار اپنے عہدے کو وجاہت یا عزت کا ذریعہ سمجھتے ہیں ان کے

سامنے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (یعنی عزت انسان کا حق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا حق ہے۔ جو لوگ عزت چاہتے ہیں وہ خدا کے حق میں دخل اندازی کرتے ہیں) آیت پیش کی جائے۔ پھر سب ممبران سے اس کا مطلب پوچھا جائے۔ پھر صحیح مفہوم واضح کیا جائے اور اس کے بعد انہیں کہا جائے کہ وہ خاموشی سے اس پر غور کریں اور بار بار دوہرائیں۔

۶۔ عہدیداران کے انتخاب کے وقت اخلاقی حالت کا سختی سے جائزہ لیا جائے اور ایسے لوگوں کو عہدیدار منتخب کیا جائے جو متقی ہوں۔ اثر و رسوخ کو نہ دیکھا جائے۔ قائدین اضلاع اس بات کی نگرانی کریں کہ ایسے لوگ آگے آئیں جو اسلامی اخلاق و شعار کے پابند ہوں۔

۷۔ جو شخص کسی قدر کمال اپنے اندر رکھتے ہوں وہ چند صاحب دل نوجوانوں کو اپنی تربیت میں لیں اور اپنے ساتھ رکھ کر ان کی روحانی و اخلاقی تربیت کریں ان کو ادب سکھائیں، شریعت کا پابند کریں، توحید اور سیرت محمدی کا نقش ان کے سینوں میں پیدا کریں، ان کے ساتھ ایسا تعلق قائم کریں جیسا پیر کا مرید کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر وہ آگے دوسرے خدام کو اپنی تربیت میں لے کر انہیں سلوک کی راہ پر چلنا سکھائیں۔ اس طرح سے یہ سلسلہ چلتا چلا جائے۔

۸۔ تنظیمی کاموں میں حزب اور سائق کو بنیاد رکھا جائے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز پر بہت زور دیا ہے وہ حزب کا قیام اور سائق کا وجود ہے۔ اسلئے قائدین کو چاہیئے کہ وہ مجالس میں حزب اور سائق کی اہمیت کو واضح کریں۔ حزب بندی میں بہت احتیاط سے کام لیں۔ سائق ایسے بنائے جائیں جو دوسروں سے ہمدردی کرنے والے ہوں اور حزب کے خدام کو اپنے چھوٹے بھائی سمجھیں۔ اور حزب کے خدام کو چاہیئے کہ وہ سائق کی عزت کریں۔ اس طرح حزب ایک برادری بن جائے۔

۹۔ جلسوں میں اخلاقی موضوعات پر خدام سے تقاریر کروائی جائیں اور ہر جلسہ کے موقع پر کسی نہ کسی اخلاقی موضوع پر تقریر ضرور ہونی چاہیئے۔ جن نوجوانوں کے متعلق شبہ ہو کہ ان کے اندر کوئی خاص خرابی پائی جاتی ہے ان سے اس موضوع پر تقریر کروائی جائے۔ مثلاً اگر کسی خادم کے متعلق قائد کا یہ اثر ہے کہ اس میں صداقت سے محبت نہیں تو اس سے صداقت کے موضوع پر تقریر کروائی جائے۔

۱۰۔ ہر مجلس میں ایک مرکزہ (Nucleus) قائم کیا جائے۔ ہر مجلس میں خدام کے حصے بنا دیئے جائیں اور ایسے لوگ جو اخلاقی لحاظ سے بہتر ہوں ان کو آگے لایا جائے اور ان کے ذمہ یہ لگا دیا جائے کہ وہ دوسروں کے اندر

بلند اخلاق پیدا کریں۔

۱۱۔ خدام کو چاہیئے کہ وہ دوسری تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کریں۔ اور پھر مقابلہ کریں کہ کون آگے نکلتا ہے۔ تَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ کو مدنظر رکھ کر مسابقت کی روح پیدا کرنی چاہیئے۔ انصار حضرات کا تعاون حاصل کرنا اشد ضروری ہے۔ اگر ہم جماعت کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں دوسری تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے۔ قائدین کو چاہیئے کہ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں وہ والدین کا تعاون حاصل کریں اور والدین کو قرآن کریم اور احادیث سے وہ اصول بتائے جائیں جن کے ذریعے اولاد کی تربیت کی جائے اس تعاون کے حاصل کرنے کے لئے قائدین اضلاع اور قائدین علاقہ کو پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

۱۲۔ اخلاقی برتری کے لئے تبلیغ پر زور دینا بھی بہت ضروری ہے تبلیغ سے انسان کی خود بخود تربیت ہو جاتی ہے۔ اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح جولائی کے آخری ہفتہ میں یوم تبلیغ منایا جائے۔ ہر خادم تبلیغ کے لئے کم از کم ایک دن وقف کرے۔ نیز سال میں کم از کم ایک احمدی بنانے کا عہد کرے۔

۱۳۔ ہر خادم کو اور بالخصوص عہدیداران کو پندرہ منٹ خلوت میں بیٹھ کر فکر کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اس وقت خدا تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کیا جائے۔ نیز جماعتی امور اور جماعتی مشکلات پر غور کر کے ان کا حل سوچنے کی عادت ڈالی جائے۔ اور اسی طرح اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں۔ جب تک کوئی قائد یا قائد ضلع پندرہ منٹ تک خلوت میں بیٹھ کر فکر کی عادت نہیں ڈالتا، اچھا قائد نہیں بن سکتا۔

تعمیر ہال

تعمیر ہال کے سلسلہ میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ -/۳۱۳ روپے دے کر مجالس کو بھی اس تحریک میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے چنانچہ صدر محترم نے اس تجویز کو منظور فرمالیا۔!
اس لئے اب -/۳۱۳ روپے اکٹھا کرنے پر مجلس بحیثیت مجلس اس مبارک تحریک میں شامل ہو سکتی ہے۔

بیکاری کو دور کرنے کے سلسلہ میں تجاویز

نوجوانوں میں بیکاری کو دور کرنے کے سلسلہ میں یہ تجویز ہوئی کہ قائدین مرکز کو کوائف بھجواتے رہیں کہ فلاں جگہ پر فلاں تعلیم والے

افراد کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مجالس کو بیکار خدام کے کوائف بھی مرکز کو بھجوا دینے چاہئیں۔ تاکہ ان بیکار خدام کو ملازمت والی جگہوں میں بھجوایا جا سکے۔ قائدین کو چاہئیے کہ دونوں اقسام کے کوائف سے مرکز کو آگاہ کرتے رہیں۔

یہ تجویز بھی زیر غور آئی کہ خدام کو فنی کاموں میں دلچسپی دلانی اشد ضروری ہے۔ میٹرک کا امتحان دینے کے بعد نتائج نکلنے تک انہیں ٹائپ، شارٹ ہینڈ وغیرہ کے کورسز سیکھنے کی طرف توجہ دلانی چاہئیے۔

قائد صاحب علاقہ خیرپور نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ان کے ہاں تجارت کا میدان بہت وسیع ہے۔ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جو تجارت کرنا چاہتے ہوں تو ان کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد صدر محترم نے دعا کروائی اور یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس اجلاس میں ڈویژنل قائدین لاہور، خیرپور، پشاور اور سرگودھا اور ضلعی قائدین یا نمائندہ پشاور، مردان، میانوالی، راولپنڈی، گجرات، سرگودھا، لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، منٹگمری، لائلپور، بہاولپور، بہاولنگر، جیکب آباد، میرپور خاص، حیدرآباد، نیز مہتمم صاحب مقامی نے شرکت کی۔

قائدین اضلاع و علاقائی کی حاضری خدا تعالےٰ کے فضل سے ۸۲ فیصد سے زائد تھی اور بقیہ قائدین بعض مجبوریوں کی بناء پر حاضر نہ ہو سکے اور رخصت حاصل کر لی۔

قائدین، عہدیداران و خدام بھائیوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اس اجلاس کی کارروائی کا بغور مطالعہ کریں اور ان مفید اور قیمتی تجاویز پر عمل پیرا ہونے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ تا ہم خدا تعالیٰ کے آگے سرخرو ہو کر یہ کہہ سکیں کہ ہم نے اپنی تنظیم کا مقصد اپنی بساط کے مطابق پورا کر دکھایا ہے۔

جملہ قائدین کرام سے یہ بھی درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی مجالس میں ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کریں اور اپنی مساعی سے مرکز کو مطلع کریں +

مہتمم اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

---

(۱) ایک میلے پر تبلیغی کیمپ!!

اپریل میں بیساکھی کے میلے پر موضع تلّے والا میں خدام الاحمدیہ تہ گرڈی نے ایک "تبلیغی کیمپ" لگایا۔ جس میں لٹریچر کی تقسیم کے علاوہ زبانی بھی پیغامِ حق پہنچایا گیا۔ تبلیغی نمائش کے وسیع پنڈال میں بیک وقت سَو افراد نمائش سے استفادہ کر سکتے تھے۔ ۶ خدام نے تصاویر وغیرہ کی مناسب تشریح کا کام اپنے ذمے لیا۔ نمائش دیکھنے والے اصحاب کے سوالات کا جواب بھی دیا جاتا رہا۔ غیر از جماعت اصحاب بیرونِ ملک جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کے مناظر دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا جس پر قرآنِ مجید کی تلاوت کے علاوہ دینی منظومات بھی نشر کی جاتی رہیں۔ اس انتظام کی بدولت تمام حاضرین کی توجہ ہمارے پنڈال کی طرف ہو گئی جسے دوسرے اصحاب برداشت نہ کر سکے اور فساد کی غرض سے گڑبڑ کرنی چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھا۔ بفضلِ تعالیٰ تقریباً تین ہزار افراد نے نمائش سے استفادہ کیا اور پیغامِ حق سُنا۔ ایک ہزار ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ نمائش کے انتظامات کیلئے مجلس کے ۱۵ خدام اور ۱۰ اطفال نے ڈیڑھ ڈیڑھ دن وقف کیا۔ خدام و اطفال کے علاوہ انصار بزرگوں نے بھی نوجوانوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

(خدام الاحمدیہ تہ گرڈی)

(۲) وقارِ عمل ــــ خدمتِ خلق کی عمدہ مثال

ماہِ رواں میں کرونڈی کے ایک غریب کاشتکار نے مکرم قائد صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میری گندم پک چکی ہے اور کاٹنے کے قابل ہے مگر دوسرے کاموں کی وجہ سے جو ضروری ہیں یہ گندم کٹنے سے رُکی ہوئی ہے قائد صاحب خدام الاحمدیہ کرونڈی نے وقارِ عمل منانے کا ایک پروگرام ترتیب دیا جس سے اس کی گندم کی کٹائی ہو سکے چنانچہ ۴ اپریل کو بعد نماز فجر وقت مقررہ ہُوا اور خدام وقت مقررہ پر مقامِ وقارِ عمل پر پہنچ گئے۔

وقارِ عمل میں شامل ہونے والے سولہ خدام کے علاوہ چار اطفال اور تین انصار نے بھی شمولیت کی۔ وقارِ عمل پر کل تین گھنٹے وقت صرف ہُوا اور ایک ایکڑ گندم کاٹی گئی۔ دورانِ وقارِ عمل فوٹو لئے گئے اور کام ختم ہونے پر قائد صاحب شریف احمد دیڑھوی نے خدام کو وقارِ عمل کے فوائد سے آگاہ کرتے ہوئے یکجہتی سے کام کرنے کی تلقین فرمائی اور بعد از دعا پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہُوا۔

بالآخر درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(خدام الاحمدیہ کرونڈی)

Regd. No. L. 5830 JUNE 1965 Telephone : 4

Monthly KHALID Rabwah

Only Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.